

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

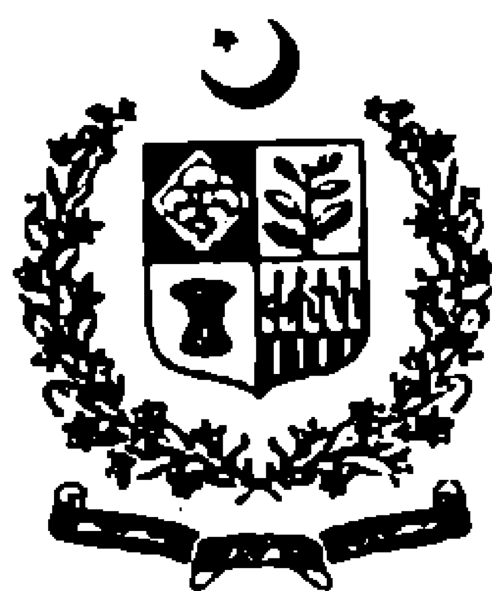
Thursday, the 29th August, 1974

Contains No.

CONTENTS

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, ISLAMABAD.
PUBLISHED BY THE NATIONAL BOOK FOUNDATION, ISLAMABAD.

No. 14



THE

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Thursday, the 29th August, 1974

Contains Nos. 1—21

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS OF THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA

Thursday, the 29th August, 1974

The Special Committee of the Whole House met in camera in the Assembly Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at six of the clock, in the afternoon, Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.

بسم الله الرحمن الرحيم

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

REPORT ABOUT CH. MOHAMMAD IQBAL, *EX*-MNA's
FATAL ACCIDENT

جناب عبدالحمید جتوئی: جناب والا! جہاں تک مجھے یاد ہے، چودھری اقبال صاحب کا جو ایکسیڈنٹ تھا، آپ نے فرمایا تھا کہ اس کی پروسیڈنگ آئے گی تو میں ہاؤس کو بتاؤں گا۔ جو اطلاع ملی تھی اس کے مطابق ڈرائیور کے پاس لائسنس بھی نہ تھا اور وہ غیر ذمہ داری سے گاڑی چلا رہا تھا۔ میرا خیال ہے، جہاں تک مجھے یاد ہے، اس ہاؤس کو ابھی تک اطلاع نہیں دی گئی۔

جناب چیئرمین: ہمیں انہوں نے اطلاع نہیں دی۔

جناب عبدالحمید جتوئی: آخر وہ بھی اس ہاؤس کے معزز ممبر تھے۔

جناب چیئرمین: میں اس کے متعلق انہیں چٹھی لکھوں گا کہ ہمیں مطلع کیا جائے کہ کیا پروسیڈنگ ہوئی اور اس انکوائری کا ultimate result کیا ہوا۔ ہمیں ابھی تک کسی نے مطلع نہیں کیا۔

جناب عبدالحمید جتوئی: کیونکہ وہ معزز ممبر تو......

جناب چیئرمین: کوئی اطلاع نہیں ہے ابھی تک۔

جناب عبدالحمید جتوئی: ......اس ہاؤس کی ڈیوٹی پر تھے اور ڈیوٹی سے واپس جا رہے تھے جس کی بنا پر......

جناب چیئرمین: convey کرتے ہیں، ان کو لیٹر لکھتے ہیں کہ کیوں جواب نہیں دیا اور جس وقت اس کا جواب آئے گا میں ہاؤس کو convey کروں گا۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: محترم سپیکر صاحب! اراکین اسمبلی، جیسا کہ آپ کے علم میں ہے، کہ وہ اکثر سکھر تشریف لے گئے تھے، اور ان کے آنے میں کچھ دیر ہوئی ہے، اور ابھی تک وہ یہاں نہیں آسکے ہیں۔ تو نماز کا وقت بھی ہو گیا ہے تو......

جناب چیئرمین: ایک منٹ، یہی بات کرنے لگا ہوں۔ مفتی صاحب سے تسلی کر لیں، تو ایک ریزولیوشن کی کاپی مرحوم کے لواحقین کو بھیج دی جائے گی، اور ہم اپنے طور پر صوبائی حکومت کو لکھ دیں گے کہ اس کی جلد نہ صرف تفتیش مکمل کی جائے بلکہ اس کا پتہ لگایا جائے اور ہمیں اطلاع دی جائے with these words, I think, ویسے کورم تو پورا ہے۔

PROCEDURE FOR GENERAL DISCUSSION ON THE QADIANI ISSUE

ملک محمد اختر: تو پھر ہم کیوں وقت ضائع کریں؟ کام سٹارٹ کر لیں، طریقہ کار طے کر لیں۔ آج نئی بات کرنی ہے تو دس منٹ بعد بریک کر لیں گے کیونکہ بلا وجہ ہم......

جناب چیئرمین: ویسے بھی مغرب کا ٹائم ہو گیا ہے۔

ملک محمد اختر: اگر ٹائم ہی ہو گیا ہے تو ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: ان گھڑیوں میں بھی فرق ہے، وہ دو منٹ پیچھے ہے۔

ملک محمد اختر: چلیے جی، اگر ٹائم ہو گیا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

Mr. Chairman: Then we will meet at 7.30 p.m. In the meantime, I will discuss procedure, maulana Sahib, کہ کس طرح سے سٹارٹ کرنا ہے۔

ملک محمد اختر: تو ملتوی کرنے سے پہلے آپ اس چیز پر غور کر لیں کہ کسی نے شاید آپ سے بات کرنی ہو کہ یہ کتاب ہے سیکنڈ ریزولیوشن کے متعلق اس کا مطلب ہے پہلے ریزولیوشن کو ڈسکس کیے بغیر ہم سیکنڈ پر جائیں گے یا سیکنڈ کو پہلے لے کر یا دونوں کو ہم اکٹھا لیں گے؟

Mr. Chairman: This is open , Both can be taken up together. This is open for the members to settle whatever they like.

ملک محمد اختر: یہ آپ فیصلہ کر لیں جیسے آپ نے کرنا ہے۔

جناب چیئرمین: کیونکہ اس پر رولز نہیں اپلائی کریں گے اپنا پروسیجر adopt کریں گے۔

مولوی مفتی محمود: میرا خیال یہ ہے اس سلسلے میں کہ اس وقت دو تحریکیں آئی تھیں۔ پہلی تحریک جو جناب پیرزادہ صاحب نے پیش کی تھی وہ قرارداد کی صورت میں نہیں تھی۔ اس میں صرف یہ تھا کہ ختم نبوت پر یقین نہ رکھنے والوں کی اسلام میں کیا حیثیت ہے، اس پر بحث کی جائے۔ اور دوسری جو ہے وہ قرارداد کی شکل اختیار کر چکی تھی۔ تو میرے خیال میں یہ ساری ایک ہی بات ہے، اور اکٹھے سارے اس پر بحث کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اکٹھی بحث ہو جائے گی۔

ملک محمد اختر: جناب! دونوں اکٹھی زیر بحث آ جائیں تو ہمیں اعتراض نہیں، تحریکیں دونوں ہی چلیں گی۔

جناب چیئرمین: ابھی ہم نے put to vote تو نہیں کیں۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: جناب چیئرمین صاحب! پہلے ایک قرارداد پیرزادہ صاحب نے پیش کی، پھر اپوزیشن ممبران نے پیش کی ایک قرارداد۔ اور وہاں تو تجویز یا عبارت تھی۔ کوئی ایک تجویز ہم نے پیش کی تھی۔ وہ تجویز نہیں تھی بلکہ بل تھا۔ ہم نے تین ممبران کی طرف سے ایک تجویز پیش کی۔ وہ باقاعدگی کے ساتھ وہاں داخل ہوئی۔ تو اس چیز کے بارے میں ہمیں بحث کرنے کی باقاعدہ اجازت ہونی چاہئے۔

جناب چیئرمین: باقاعدہ ہوگی۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: اور اجازت ایسی ہو کہ جس طرح انہوں نے اپنا بیان سنایا ہے اسی طرح ہم بھی سنائیں۔

جناب چیئرمین: مغرب کے بعد مولانا! ہم یہاں بیٹھیں گے۔ سب سے پہلے طریقہ کار پر بحث کریں گے۔ اس میں جو پہلے طریقہ کار ہم نے ڈسکس کیا تھا اس پر ہم پھر ڈسکس کریں گے۔ جو ممبران زبانی بیان دینا چاہیں، پڑھنا چاہیں یا بحث میں حصہ لینا چاہیں، یہاں آ کر بحیثیت گواہ پیش ہو جائیں۔ جو آپ مناسب سمجھیں گے آپ کو پورا حق ہے۔

مولوی مفتی محمود: میں اس میں اتنی پوزیشن واضح کردوں کہ پوزیشن یہ ہے کہ ہم یہاں پر بحیثیت گواہ کے، جیسے کہ وہ دو فریق پیش ہوئے تھے اس طرح ہم پیش نہیں ہوں گے، اور ہم اس مسئلے میں ان کے مقابلے میں ایک فریق کی حیثیت اختیار کرنے کے لیے تیار نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا موقف تمام مسلمانوں کا موقف ہے۔ اس میں ہم ان کے فریق بننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں یہ صورت حال ہے کہ ہم ایک ممبر کی حیثیت سے ہیں اور ممبران کو حقائق واضح کرنے کے لیے اس پر بحث کرنے کا حق ہے اور ایک ممبر کی حیثیت میں ہم بحث کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

مولوی مفتی محمود: دلائل دیتے ہیں۔ اس لیے ہم نے وہ دلائل اکٹھے کر لیے ہیں، ایک تحریک کی صورت میں، تو آپ سے اجازت لے لیں گے، وہ ہم پڑھ لیں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

مولوی مفتی محمود: اور ہماری حیثیت یہ ہوگی کہ اگر ہم بطور گواہ کے پیش ہوتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم جج نہیں رہ سکتے اور ہم اس میں فیصلہ نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین: کیونکہ وہ گواہ کی حیثیت سے پیش ہو گئے تو پھر وہ ووٹ نہیں دے سکتے۔

مولوی مفتی محمود: ہاں، پھر ووٹ نہیں دے سکتے۔

جناب چیئرمین: لازمی بات ہے۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: یہ مسئلہ شاید راہبر کمیٹی میں پیش ہو۔ اس میں فیصلہ ہو جائے گا طریقہ کار کے متعلق۔

جناب چیئرمین: ہاں جی، یہ ڈسکس ہوگا۔ ہم جب دوبارہ نماز کے بعد شروع کریں گے تو ڈسکس کر لیں گے۔ میری ایک عرض ہوگی کہ آپ لوگ جب بحث میں حصہ لیں تو ساتھ تجاویز بھی دیتے جائیں کہ یہ تجویز صحیح ہے، یہ غلط ہے۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: وضاحت اس کی ہم یوں کر سکتے ہیں کہ یا تو بحیثیت ممبر کے ہم کوئی بات کریں۔ یہ اسمبلی فیصلہ کرنے والی ہے، یہ جج کی حیثیت میں ہے، یہ ملک کا قانون پاس کرنے کے لیے ہے۔ یا تو اس حیثیت میں بحث کریں اور یہی حیثیت صحیح ہے کہ نہ ہم حلف اٹھائیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، جیسے آپ مناسب سمجھیں۔

مولانا غلام غوث ہزاروی: آگے یہ طریقہ کار راہبر کمیٹی......

جناب چیئرمین: اس کے بعد جتنی آپ کی سروسیڈنگ ہوگی اس پر سٹیرنگ کمیٹی بیٹھ جائے گی اور فائنل کرلیں گے۔

مولوی مفتی محمود: میری گزارش یہ ہے کہ ہم نے یہ بات راہبر کمیٹی میں طے کرلی تھی کہ ہم کس طریقے سے پیش ہوں گے۔ اگر ہم گواہ کی حیثیت سے پیش ہوجاتے ہیں تو اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ ہم جج کی حیثیت میں اپنا ووٹ استعمال نہیں کرسکتے۔

جناب چیئرمین: ہاں، پھر ووٹ نہیں ہوسکے گا۔ نیچرل جسٹس بھی یہی ہے، جیسا کہ مولانا صاحب نے ارشاد فرمایا ہے، کہ جب وہ گواہ کی حیثیت میں پیش ہوں گے تو پھر ان......

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: میں، جناب! ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں، اور وہ یہ ہے کہ جیسے مولانا صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب وہ گواہ کی حیثیت میں پیش ہوں گے تو پھر ان کی جج کی حیثیت مجروح ہوجائے گی۔ لیکن ایک مسئلہ ہے، اس میں میں چاہتا ہوں کہ اس کی کسی نہ کسی طریقے سے وضاحت ہوجائے۔ وہ یہ ہے، جناب والا! کہ انہوں نے ایک فریق کی حیثیت سے بہت سی باتیں ایسی کی ہیں کہ جن میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کے ان اراکین میں سے میں بھی ایک ہوں جن کا علم اس ضمن میں محدود ہے۔ مثال کے طور پر انہوں نے ایسے فتوے پیش کیے ہیں جن میں ایک خیال کے علماء کی طرف سے دوسرے خیال کے علماء کے خلاف یا مسلمانوں کے خلاف بہت سارے نازیبا اور ناروا الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اس لیے میں

آپ کی وساطت سے جناب مولانا صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ جج بے شک رہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ اگر ایسے دو یا تین علماء صاحبان یہاں جو بیٹھے ہوئے ہیں ان کو اگر یہ موقع فراہم کریں کہ کم از کم ان کے اعتراض اور charges کا وہ جواب دیں۔

جناب چیئرمین: یہ پرائیویٹ طور پر مشورہ دے دیں ان کو۔

سردار عنایت الرحمٰن خان عباسی: نہیں جی، مشورے کی بات تو نہیں ہے۔ میں تو چاہتا ہوں، جناب! مجھے تو ایسا فریق چاہئے جو اس ضمن میں تردید کرے یا پھر ہمیں خود اجازت دیں ہم پھر جو کچھ اس ضمن میں درست ہے وہ کہہ دیں۔

مولوی مفتی محمود: میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں......

جناب چیئرمین: نہیں جی، یہ ڈسکس کرلیں گے۔

The House is adjourned to meet at 7.30 p.m.

[The Special Committee adjourned for Maghrib prayers to meet at 7.30 p.m.]

[The Special committee re-assembled after Maghrib Prayers, Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali in the Chair]

Mr. Chairman: I will request the honourable members to be attentive.

مولانا عبدالمصطفےٰ الازہری: تقریریں بعد میں کریں گے۔

جو پچھلی پروسیڈنگز ہیں، میں آپ کو اس میں سے کچھ پورشن پڑھ کر سنا دیتا ہوں تاکہ یاد دہانی ہو جائے۔ اس کے مطابق اپنا طریق کار طے کرلیں گے سٹیرنگ کمیٹی نے فیصلے کیے تھے تیرہ جولائی کو اس میں پہلا جو operative portion ہے، اس میں پہلے تو کوئسچنز کا پورشن ہے۔

"Before the resolutions moved by the various members are considered in the Special committee, the movers may make statement and explain their view-point before the Steering committee."

In the House, it was decided that after the statement of Ahmadia Community (this was on 12th July, 1974) has been recorded, and questions have been answered, members of the House will have the right to have their observations and views recorded before the Special Committee in the light of the material that has come before the Special Committee.

Mian Mohammad Attaullah: Lahori Jamaat Also.

Mr. Chairman: Yes.

Malik Mohammad Akhtar: It will be a sort of written statement.

Mr. Chairman: Yes. They should submit their views in writting and also have liberty to have their written statements recorded on oath.

جناب چیئرمین: یہ ہاؤس نے decide کیا ہوا ہے۔ اب آنریبل ممبرز جو چاہیں کریں۔ چاہے بحث میں حصہ لے لیں، چاہے زبانی کہہ دیں، چاہے written بتا دیں۔ اس کے علاوہ وہ اگر کوئی چاہیں تو on oath حلف اٹھا کر بھی سٹیٹمنٹ دے سکتے ہیں اگر کوئی facts ان کے سپیشل نالج میں ہوں۔ یہ سب آنریبل ممبران کی صوابدید پر ہے، جیسے وہ مناسب سمجھیں۔

لیکن ایک بات میں یہ عرض کر دوں۔ میں نے عرض کیا تھا کہ میں نے مولانا مفتی محمود اور پروفیسر غفور احمد سے دریافت کیا تھا انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ ہم دو دن لیں گے ایک دن مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا عبدالحکیم لیں گے۔ اور باقی حضرات کے متعلق مجھے پیرزادہ صاحب نے بتایا ہے کہ وہ ایک یا دو دن لیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ چار یا پانچ دن جنرل ڈسکشن ہو گی۔ اس واسطے جنرل ڈسکشن بھی رکھی گئی ہے۔ تا کہ ممبر صاحبان سپیشل کمیٹی میں freely اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔

اس میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ جب آپ اپنے خیالات کا اظہار کریں، چاہے ان کے بیانات کی روشنی میں کوئی بات اپنی طرف سے پیش کریں یا ان کی تردید کریں، اس کے ساتھ ساتھ یہ لازمی ہے کہ آپ اپنی تجاویز بھی دیتے جائیں کہ اگر اقلیت قرار دے دی جائے تو پھر کیا کیا اس کے فوائد ہوں گے، کیا کیا نقصان ہوں گے۔ اس کے علاوہ کیا طریق کار ہونا چاہیے آئین میں ترمیم ہونی چاہیے یا کوئی لیجسلیشن ہونی چاہیے یا اقلیت قرار نہیں دینی چاہیے۔ اس میں آپ ان تمام امور کو مدنظر رکھیں گے تو finally جب ڈسکشن ختم ہو جائیگی تو سٹیرنگ کمیٹی کو آسانی ہوگی کیونکہ سب حضرات کی تجویزیں اس کے سامنے ہوں گی۔ جتنے ریزولیوشن موو ہوئے ہیں ___ یا ایک ریزولیوشن پیرزادہ صاحب نے موو کیا ہے۔ ایک ریزولیوشن بائیس ممبر صاحبان نے پیش کیا ہے اور ایک ریزولیوشن تین ممبر صاحبان نے پیش کیا ہے، ایک ملک محمد جعفر صاحب نے پیش کیا ہے۔ وہ چاروں ریزولیوشنز اکٹھے consider ہوں گے۔ یہ نہیں کہ پہلے ایک ریزولیوشن پر بحث ہو جائے پھر دوسرے پر، پھر تیسرے پر۔ چاروں کے چاروں ریزولیوشنز جو ہیں وہ اکٹھے consider ہونگے۔ ایک ریزولیوشن سردار شوکت حیات نے بھی پیش کیا تھا۔

جناب نعمت اللہ خان شنواری: سر! ایک ہمارا بھی تھا۔

جناب چیئرمین: ہاں، ایک آپ کا بھی ہے۔ سات ریزولیوشن ہیں۔ وہ جتنے بھی ریزولیوشن ہیں، دوبارہ اب ایک دفعہ سائیکلوسٹائل کرا کے تمام ممبر صاحبان کو سرکولیٹ کیے جائیں گے تا کہ:

They can refresh their memory; and in the light of these resolutions, وہ اپنی recommendations بھی دے سکتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ ممبر صاحبان جو بھی تجاویز پیش کریں، وہ اگر لکھ کر دے دیں تو وہ بھی ساتھ شامل کر لیا جائیگا تو automatically ریکارڈ پر آ جائے گا۔ اس کے لیے اگر ممبر صاحبان نے زیادہ ٹائم لینا ہے تو ٹائم

پر کوئی بندش نہیں ہے۔ لیکن اس میں بیٹھنا زیادہ پڑے گا۔ اس میں پھر اسی طرح دو، دو سٹنگز کرنی پڑیں گی اور سنڈے کو بھی بیٹھنا پڑے گا۔

جناب عبدالحمید جتوئی: پوائنٹ آف آرڈر، سر! آپ نے کہا ہے کہ کوئی ممبر اگر اوتھ پر بیان دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ تو اس میں میرا پوچھنے کا مطلب یہ تھا کہ جو اوتھ پر بیان دے گا تو وہ میرے خیال میں گواہ کی حیثیت سے بیان دے گا؟

جناب چیئرمین: جی ہاں۔

جناب عبدالحمید جتوئی: اور جو گواہ کی حیثیت سے بیان دے گا اس پر جرح بھی ہو سکتی ہے؟

جناب چیئرمین: لازمی بات ہے، جرح بھی ہو سکتی ہے۔

جناب عبدالحمید جتوئی: ویسے عام طور پر جو بحث ہو گی ایسے ہی کریں گے۔

جناب چیئرمین: ایسے ہی۔

جناب عبدالحمید جتوئی: اگر کوئی گواہ کی حیثیت سے پیش ہو گا تو پھر اس پر جرح ہو گی، پھر اس میں وہ ووٹ نہیں دے سکے گا۔

جناب چیئرمین: جرح لازماً ہو گی، اور اسے اخلاقاً ووٹ نہیں دینا چاہئے۔

Sardar Moula Bakhsh Soomro: Sir, I will request information.

میر دریا خان کھوسو: میری گزارش یہ ہے کہ ممبر حضرات سے گواہی نہیں لینی چاہئے۔

جناب چیئرمین: یہ آپ کی مرضی ہے۔

میر دریا خان کھوسو: میں عرض کروں کہ اگر گواہی لینی ہے تو ہمیں بہت سے ہمارے جاننے والے علماء باہر سے میسر آ سکتے ہیں۔ ممبر صاحبان سے اگر آپ گواہی لینا شروع کریں گے اور ممبر صاحبان پر جرح کرنا شروع کریں گے تو یہ کوئی اچھی tradition نہیں ہے۔

Mr Chairman: Sir, this is optional.

میر دریا خان کھوسو: میں عرض کروں گا کہ اس طریقے سے نہ ہو معزز ممبران جنرل ڈسکشن میں حصہ لیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، یہ آپ کی مرضی ہے۔

Sardar Moula Bakhsh Soomro: Sir, my request and submission is that, as you said, there may be many resolution before the House; there may be, Sir, many things. Therefore, only those resolutions which are not in common should be discussed and those which are in common should not be discussed.

Mr. Chairman: The honourable members can point out these things in their arguments that these are common. Let us agree on this proposal. Strictly speaking, we are not following the procedure which is followed normally in legislation.

جناب عباس حسین گردیزی: میں جناب والا! جناب کھوسو صاحب کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں کہ کسی ممبر کو بطور گواہ پیش نہیں ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: یہ مسئلہ ختم ہو چکا ہے دوسری بات کریں۔

جناب عباس حسین گردیزی: دوسری بات یہ ہے کہ مجھے 15 منٹ دیئے جائیں۔

جناب چیئرمین: آپ 15 منٹ کی بجائے آدھا گھنٹہ لیں مسٹر عبدالعزیز بھٹی!

جناب عبدالعزیز بھٹی: جناب والا! جو بات جتوئی صاحب نے بتائی ہے میں اس تجویز سے متفق ہوں۔

جناب چیئرمین: میں سردار عبدالحلیم کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ کل تک مجھے لسٹ دے دیں ان ممبروں کی جو بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں، اور اندازاً وقت بھی بتا دیں، list the participants who want to express something. I shall be grateful; as he is the Whip of the Party. Barq Saheb.

میاں محمد ابراہیم برق: کب سے شروع کرنا ہے؟

Mr. Chairman: We do not wait for anything.

مفتی صاحب کو فلور دوں گا۔

میاں محمد ابراہیم برق: ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: راؤ محمد ہاشم!

جناب ایم۔ ہاشم خان: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سپیشل کمیٹی کے بعد جب نیشنل اسمبلی میں اوپن اجلاس ہوگا تو اس میں بھی تقریریں کرنے کا موقع ملے گا؟

جناب چیئرمین: ابھی تو فیصلہ کریں گے کہ کس سٹیج پر پہنچتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ تا کہ یہ بھی واضح ہو۔ آپ نے ان کی سٹیٹمنٹ ریکارڈ کی ہیں، دونوں جماعتوں کی، اس کے بعد آپ اپنی رائے دیں گے، بحث کریں گے۔ اس کے بعد سٹیرنگ کمیٹی بیٹھے گی۔ وہ ایک سفارش کو آخری شکل دے گی۔ مجھے تو امید ہے کہ یہ سفارشات کمیٹی آف دی ہول ہاؤس متفقہ طور پر منظور کر لے گی۔ منظوری کے بعد ان سفارشات کو نیشنل اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ مثلاً وہ ایک سفارش پیش کرتی ہے کہ اس پر لیجسلیشن ہونی چاہئے، دستور میں ترمیم ہونی چاہئے۔

Then there is no need of discussion in the National Assembly or debating its recommendations. It is premature at this stage to say whether there will be.....

میاں مسعود احمد: جناب والا! میری گزارش ہے کہ جن پارٹیوں نے ریزولیوشن پیش کیے ہیں ان کے لیڈروں سے پوچھ لیا جائے کہ وہ اس ایویڈنس سے مطمئن ہیں جو انہوں نے دی ہے یا ان کی تردید میں کوئی ایویڈنس دیں گے۔

Mr. Chairman: We don't want to put this condition. Free expression.

اب میری گزارش ہے...... ملک محمد جعفر!

ملک محمد جعفر: جناب والا! آپ نے فرمایا ہے کہ لسٹ دے دی جائے ممبروں کی جو بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ ایک عام اجلاس ہوتا ہے اس میں ایک خاص بل ہوتا ہے، ایک ریزولیوشن ہوتا ہے۔ تو اس میں ٹھیک ہے۔ اور کمیٹی میں 3-4-5 ریزولیوشن ہیں۔ ان میں پھر ترمیم ہوگی جس طرح ہم آئینی کمیٹی میں کام کرتے رہے ہیں، اس میں آپ اتنا

Mr. C hairman: If it is convenient. Strictly no restriction.

ملک محمد جعفر: اتنا سٹرکٹ نہ ہوں۔

Mr. Chairman: No, No. I will not.

ملک محمد جعفر: ہوسکتا ہے کہ درمیان میں کوئی تجویز پیش ہو اسکے متعلق۔

Sir, as far as possible, the National Assembly.....

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں، میں سٹرکٹ نہیں ہوا ہوں۔ میں تو کبھی نیشنل اسمبلی میں بھی سٹرکٹ نہیں ہوا ہوں۔

Just for convenience purpose, so that I could adjust timings.

جناب محمد خان چوہدری: جناب والا! گزارش ہے کہ ہم پبلک کے نمائندے ہیں۔ ہمیں بہت سے خطوط ملے ہیں کہ بحث میں ہم حصہ لیں۔ وہ ساری کارروائی شائع ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: یہ ساری پروسیڈنگ پبلش ہوں گی۔ اسی واسطے اس کو ان کیمرہ رکھا گیا

ہے تا کہ Member should not play to the gallery. The members should come with some realistic approach to the problem. The members should sit without making any comments.

یہ لازماً پبلش ہوں گی۔ لیکن مسٹر محمد خان! جو آپ یہاں تقریر کریں گے باہر جا کر نہیں بتائیں گے، بالکل نہیں بتائیں گے۔ مسٹر شنواری!

جناب نعمت اللہ خان شنواری: آج تک ہمیں 24 تاریخ تک کی رپورٹیں ملی ہیں۔ اگر ہمیں باقی رپورٹیں نہ مل سکیں تو ہم تقریریں کس طرح کریں گے؟

جناب چیئرمین: آپ کو باقی بھی مل جائیں گی۔

جناب نعمت اللہ خان شنواری: یہی تو میں نے کہا تھا کہ دو دن کے بعد تقریریں ہونی چاہئیں۔

Mr. Chairman: No adjournment. Take it for granted.

مفتی صاحب دو دن لیں گے۔ مفتی صاحب! شروع کر دیں۔

جناب نعمت اللہ خان شنواری: مفتی صاحب کی تقریر ختم ہونے کے بعد تقریریں ختم ہو جائیں گی۔

جناب چیئرمین: مجھے پتہ تھا کہ تکلیفیں راستے میں آئیں گی۔ میں نے مفتی صاحب کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ آپ سٹارٹ کر دیں۔

جناب نعمت اللہ خان شنواری: ان کی تقریر ہونے تک ہمیں باقی تقریریں مل جائیں گی؟

جناب چیئرمین: ڈاکٹر شفیع!

ڈاکٹر محمد شفیع: پہلے بھی کئی بار ذکر ہو چکا ہے،

The Samdani Report is also very relevant. Let us have a copy of that also.

Mr. Chairman: I told the House; let the Law Minister come because it is not in my possession. The Government will release the Report; I cannot release it. I have noted it down. Therefore, when tomorrow Pirzada comes, I will take up this matter.

ملک محمد اختر: ان کو سائیکلوسٹائل کروالیں گے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ میں فوٹوسٹیٹ کاپیاں ہو جائیں گی۔

شہزادہ سعید الرشید عباسی: میں یہی بات کرنے والا تھا۔

جناب چیئرمین: اچھا جی۔ شہادت صاحب!

رائے شہادت علی خان: جناب والا! آج جو کارروائی ہوئی ہے اس میں مرزائیوں اور احمدیوں نے اپنا نقطہ نگاہ پیش کیا ہے کہ ان کا نقطہ نگاہ کیا ہے اور کس طرح وہ اسلام کو سمجھتے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہی تو بحث کریں گے کہ اس وجہ سے مسلمان نہیں، اس وجہ سے وہ غیر احمدی ہیں، اس وجہ سے یہ ہے، اس وجہ سے وہ ہے۔ آپ تشریف رکھیں اچھا، کوئی اور صاحب؟

We should start with it? No other proposal?

Sardar Moula Bakhsh Soomro: Sir, as my previous speaker friend told that anybody who wants to speak or express his views, he must express whether he is a Qadiani or Ahmadi.

Mr. Chairman: No, no, rejected.

بالکل وہ ریجکٹ ہے۔ ایک چھوٹی سی کتاب ہے، اس پر ڈسکشن ہوگی۔

چوہدری ممتاز احمد: اس شرط پر یہ تجویز منظور کی جائے کہ یہ شیعہ ہیں یا سنی یا کیا ہیں۔

Mr. Chairman: I will request the honourable members that now the discussion will be among the members, so I request them not to be hasty and not to leave the House before we finally conclude.

بالکل یہ بات غلط ہے۔ مفتی صاحب! تقریر کے لیے اٹھیں اور تقریر شروع کر دیں۔

(مداخلت)

Rana Mohammad Hanif Khan (Minister for Labour and Works): Before him I may be permitted.

Mr. Chairman: Sir, I am not talking of walk-out, although they walk stealthily out of that door, and leaving ten members here.

جناب عباس حسین گردیزی: جناب والا! ایک وضاحت طلب پوائنٹ ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: I call the House to order.

Rana Mohammad Hanif Khan: After some time I may be permitted because I have to leave.

Mr. Chairman: This is not the final session.

جناب عباس حسین گردیزی: جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ کیا لکھی ہوئی تقریریں پڑھ سکتے ہیں؟

جناب چیئرمین: ہاں جی، آپ پڑھ سکتے ہیں۔ شعر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

جناب عبدالحمید جتوئی: آپ پڑھے ہوئے کو لکھ کر پڑھ سکتے ہیں۔

(قہقہے)

QADIANI ISSUE-GENERAL DISCUSSION

جناب چیئرمین: مفتی محمود!

مولوی مفتی محمود: جناب اس تقریر میں جتنے بھی حوالے ہیں، کتابوں کے، اخبارات کے، وہ کتابیں یا اخباریں ہم نے یہاں پہنچادی ہیں۔ کوئی صاحب بھی چاہیں تو وہ لائبریری میں جا کر وہاں سے یہ حوالے دیکھ سکتے ہیں۔ کوئی کتاب یا حوالہ ایسا نہیں جو وہاں موجود نہ ہو۔



مِلّتِ اسلامیّہ کا موقف

مرزائیوں کو غیر مُسلم اقلیت قرار دینے سے مُتعلق
قومی اسمبلی پاکستان میں زیرِ غور قرارداد کی تشریحات

براۓ مُطالعہ خصوصی کمیٹی

منجانب

اراکین قومی اسمبلی پاکستان

ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیٔ

ترجمہ

"اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، حالانکہ اس پر کوئی وحی نہ آئی ہو۔"

قرآن کریم

انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

ترجمہ

میری امت میں تیس کذاب پیدا ہونگے۔ ہر ایک یہ دعویٰ کریگا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ارشاد آنحضرت ﷺ: صحیح مسلم

مصور پاکستان کی فریاد

"میری رائے میں حکومت کے لیے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کر لے یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا اور مسلمان ان سے ویسی روا داری سے کام لے گا، جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملے میں اختیار کرتا ہے۔"

علامہ اقبال یا ۲ حرف اقبال ص ۱۱۸: مطبوعہ لاہور

"ملّتِ اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا، کہ حکومت اس نئے مذہب کی

علٰیحدگی میں دیر کر رہی ہے حکومت نے 1919ء میں سکھوں کی طرف سے (ہندوؤں سے) علٰیحدگی کا انتظار نہ کیا۔ اب وہ قادنیوں سے ایسے مطالبہ کے لیے کیوں انتظار کر رہی ہے۔

(حرفِ اقبال)

مرزا غلام احمد کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد قادیانی کی رائے

" مسیحِ موعودؑ (یعنی مرزا غلام احمد صاحب) کا یہ دعویٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے، دو حالتوں سے خالی نہیں، یا تو وہ نعوذ باللہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور محض افتراء علی اللہ کے طور پر دعویٰ کرتا ہے، تو ایسی صورت میں نہ صرف، وہ کافر بلکہ بڑا کافر ہے، اور یا مسیح موعود اپنے دعویٰ الہام میں سچا ہے اور خدا سچ مُچ اس سے ہم کلام ہوتا تھا، تو اس صورت میں بلاشبہ یہ کُفر انکار کرنے والے پر پڑیگا۔ پس اب تم کو اختیار ہے کہ یا مسیح موعودؑ کے منکروں کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود پر کُفر کا فتویٰ لگاؤ۔ اور یا مسیحِ موعود کو سچا مان کر اس کے منکروں کو کافر جانو۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ تم دونوں کو مسلمان سمجھو۔"

" کلمۃ الفصل" از مرزا بشیر احمد ایم اے: 123
مندرجہ ریویو آف ریلیجنز: جلد 14
مارچ و اپریل 1915ء

امیر جماعت لاہور محمد علی لاہوری صاحب کا ایک قول

The Ahmadiyya Movement stands in the same relation to Islam in which Christianity stood to Judaism.

ترجمہ

" تحریک احمدیت اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا۔"

اقتباس از " مباحثۂ راولپنڈی" مطبوعۂ قادیان ص240

فہرست

حصہ اول، عقیدۂ ختم نبوت اور مرزائی

عقیدۂ ختمِ نبوّت

اور

مرزائی جماعتیں

ہم نے اپنی قرارداد میں کہا ہے کہ

" یہ ایک مُسلّمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے
مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمدؐ
ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا "

اس کی مکمل تشریح آئندہ صفحات میں
پیش کی جارہی ہے ___

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرارداد

جناب سپیکر،

قومی اسمبلی پاکستان، محترمی!

ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں:

ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا، نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قر آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے احکام خلاف غداری تھیں۔

نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اسلام کو جھٹلانا تھا۔

نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، چاہے مرزا غلام احمد مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت گردانتے ہوں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نیز ہرگاہ ان کے پیروکار چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے مسلمانوں کے ساتھ گھل مل اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصرو ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں جو مکہ المکرمہ کے مقدس شہر میں را العالم الاسلامی کے زیر انتظام 6/ اور 10/ اپریل 1974 کے درمیان منعقد ہوئی اور ج میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے 140 مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی۔ متا

طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کی قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنی چاہئے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تا کہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لیے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لیے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

محرکین قرارداد

۱۔ دستخط مولوی مفتی محمود

۲۔ مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری

۳۔ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی

۴۔ " پروفیسر غفور احمد

۵۔ مولانا سید محمد علی رضوی

۶۔ " مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)

۷۔ " چوہدری ظہور الٰہی

۸۔ " سردار شیر باز خان مزاری

۹۔ مولانا محمد ظفر احمد انصاری

۱۰۔ جناب عبدالحمید جتوئی

۱۱۔ صاحبزادہ احمد رضا خاں قصوری

۱۲۔ جناب محمود اعظم فاروقی

۱۳۔ مولانا صدر الشہید

۱۴۔ " مولوی نعمت اللہ

۱۵۔ " جناب عمرہ خاں

۱۶۔ " مخدوم نور محمد

۱۷۔ جناب غلام فاروق

۱۸۔ " سردار مولا بخش سومرو

۱۹۔ سردار شوکت حیات خان

۲۰۔ دستخط حاجی علی احمد تالپور

۲۱۔ " راؤ خورشید علی خان

۲۲۔ " رئیس عطا محمد خان مری

نوٹ: بعد میں حسب ذیل ارکان نے بھی قرارداد پر دستخط کیے

۲۳۔ دستخط نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی

۲۴۔ " جناب غلام حسن خاں دھاندلا

۲۵۔ " جناب کرم بخش اعوان

۲۶۔ " صاحبزادہ محمد نذیر سلطان

۲۷۔ " مہر غلام حیدر بھروانہ

۲۸۔ میاں محمد ابراہیم برق

۲۹۔ " صاحبزادہ صفی اللہ

۳۰۔ صاحبزادہ نعمت اللہ خان شنواری

۳۱۔ ملک جہانگیر خان

۳۲۔ " جناب عبدالسبحان خان

۳۳۔ " جناب اکبر خاں مہمند

۳۴۔ میجر جنرل جمالدار

۳۵۔ حاجی صالح خاں

۳۶۔ " جناب عبدالمالک خان

۳۷۔ " خواجہ جمال محمد کوریجہ

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین، والصلوة والسلام علیٰ رسوله خاتم النبین، وعلیٰ اله و أصحابه اجمعین و علیٰ من تبعهم باء حسان الیٰ یوم الدین

اسلام کی بنیاد توحید اور آخرت کے علاوہ جس اساسی عقیدے پر ہے، وہ یہ ہے کہ، نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نبوت اور رسالت کے مقدس سلسلے کی تکمیل ہوگئی اور آپؐ کے بعد کوئی بھی شخص کسی بھی قسم کا نبی نہیں بن سکتا اور نہ آپؐ کے بعد کسی پر وحی آسکتی ہے اور نہ ایسا الہام جو دین میں حجت ہو اسلام کا یہی عقیدہ "ختم نبوت" کے نام سے معروف ہے اور سرکار دو عالم ﷺ کے وقت سے لے کر آج تک پوری امت مسلمہ کسی ادنیٰ اختلاف کے بغیر اس عقیدے کو جزو ایمان قرار دیتی آئی ہے۔ قرآن کریم کی بلا مبالغہ بیسیوں آیات اور آنحضرت ﷺ کی سینکڑوں احادیث اس کی شاہد ہیں۔ یہ مسئلہ قطعی طور پر مسلم اور طے شدہ ہے اور اس موضوع پر بے شمار مفصل کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔

یہاں ان تمام آیات اور احادیث کو نقل کرنا غیر ضروری بھی ہے اور موجب تطویل بھی۔ البتہ یہاں جس چیز کی طرف بطور خاص توجہ دلانا ہے وہ یہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے عقیدہ ختم نبوت کی سینکڑوں مرتبہ توضیح کے ساتھ یہ پیشگی خبر بھی دی تھی کہ:

لا تقوم الساعة حتیٰ یبعث دجالون کذابون قریباً من ثلاثین کلهم یزعم انه رسولُ الله۔

"قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس کے لگ بھگ دجال اور کذاب پیدا نہ ہوں جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے"۔ (صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ)

نیز ارشاد فرمایا تھا کہ:

انه سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی، و انا خاتم النبین لا نبی بعدی۔

قریب ہے میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں آپؐ نے اپنے بعد پیدا ہونے والے مدعیان نبوت کے لیے "دجال" کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس کے لفظی معنی ہیں، "شدید دھوکہ باز"، اس لفظ کے ذریعہ سرکار دو عالم ﷺ نے پوری امت کو خبردار فرمایا ہے کہ آپؐ کے بعد جو مدعیان نبوت پیدا ہوں گے وہ کھلے لفظوں میں اسلام سے علیحدگی کا اعلان کرنے کے بجائے دجل وفریب سے کام لیں گے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے نبوت کا دعویٰ کریں گے اور اس مقصد کے لیے امت کے مسلمہ عقائد میں ایسی کتر بیونت کی کوشش کریں گے جو بعض ناواقفوں کو دھوکے میں ڈال سکے۔ اس دھوکے سے بچنے کے لیے امت کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ میں خاتم النبیین ہوں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

چنانچہ آپؐ کے ارشاد گرامی کے مطابق تاریخ میں آپؐ کے بعد جتنے مدعیان نبوت پیدا ہوئے انہوں نے ہمیشہ اسی دجل وتلبیس سے کام لیا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے اپنے دعوائے نبوۃ کو چمکانے کی کوشش کی لیکن چونکہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسّلام قرآن کریم اور سرکار دو عالم ﷺ کی طرف سے اس بارے میں مکمل روشنی پا چکی تھی، اس لیے تاریخ میں جب کبھی کسی شخص نے اس عقیدے میں رخنہ اندازی کر کے نبوت کا دعوی کیا تو اسے باجماع امت ہمیشہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ قرون اولیٰ کے وقت سے جس کسی اسلامی حکومت یا اسلامی عدالت کے سامنے کسی مذہبی نبوت کا مسئلہ پیش ہوا تو حکومت یا عدالت نے کبھی اس تحقیق میں پڑنے کی ضرورت نہیں سمجھی کہ وہ اپنی نبوت پر کیا دلائل وشواہد پیش کرتا ہے؟ اس کے بجائے صرف اس کے دعوائے نبوت کی بناء پر اسے کافر قرار دے کر اس کے ساتھ کافروں ہی کا سا معاملہ کیا۔ وہ مسیلمۂ کذاب ہو یا اسودِ عنسی یا سجاح یا طلحہ یا حارث، یا دوسرے مُدّعیان نبوت صحابۂ کرامؓ نے ان کے کفر کا فیصلہ کرنے سے پہلے کبھی یہ تحقیق نہیں فرمائی کہ وہ عقیدہ ختم نبوت میں کیا تاویلات کرتے ہیں بلکہ جب ان کا دعوائے نبوت ثابت ہو گیا تو

انہیں باتفاق کافر قرار دیا اور ان کے ساتھ کافروں ہی کا معاملہ کیا۔ اس لیے کہ ختم نبوت کا عقیدہ اس قدر واضح، غیر مبہم ناقابل تاویل اور اجماعی طور پر مسلم اور طے شدہ ہے کہ اس کے خلاف ہر تاویل اسی دجل وفریب میں داخل ہے جس سے آنحضرت ﷺ نے خبردار کیا تھا۔ کیونکہ اگر اس قسم کی تاویلات کو کسی بھی درجے میں گوارا کرلیا جائے تو اس سے نہ عقیدۂ توحید سلامت رہ سکتا ہے نہ عقیدۂ آخرت اور نہ کوئی دوسرا بنیادی عقیدہ۔ اگر کوئی شخص عقیدہ ختم نبوت کا مطلب یہ بتانا شروع کردے کہ تشریعی نبوت تو ختم ہو چکی لیکن غیر تشریعی نبوت باقی ہے تو اس کی یہ بات بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ عقیدۂ توحید کے مطابق بڑا خدا تو صرف ایک ہی ہے لیکن چھوٹے چھوٹے معبود اور دیوتا بہت سے ہوسکتے ہیں، اور وہ سب قابل عبادت ہیں اگر اس قسم کی تاویلات کو دائرہ اسلام میں گوارا کرلیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اسلام کا اپنا کوئی عقیدہ، کوئی فکر، کوئی حکم اور کوئی اخلاقی قدر متعین نہیں ہے بلکہ (معاذ اللہ) یہ ایک ایسا جامہ ہے جسے دنیا کا بدتر سے بدتر عقیدہ رکھنے والا شخص بھی اپنے اوپر فٹ کرسکتا ہے۔ لٰہذا اُمّتِ مُسلمہ قرآن وسنت کے متواتر ارشادات کے مطابق اپنے سرکاری احکام، عدالتی فیصلوں اور اجتماعی فتاویٰ میں اسی اصول پر عمل کرتی آئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد جس کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، خواہ وہ مسیلمہ کذّاب کی طرح کلمہ گو ہو، اسے اور اس کے متبعین کو بلا تامل کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا گیا چاہے وہ عقیدہ ختم نبوت کا کھلم کھلا منکر ہو، یا مسیلمہ کی طرح یہ کہتا ہو کہ آپؐ کے بعد چھوٹے چھوٹے نبی آسکتے ہیں۔ یا سجاح کی طرح یہ کہتا ہو کہ مردوں کی نبوت ختم ہوگئی اور عورتیں اب بھی نبی بن سکتی ہیں، یا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اس بات کا مدّعی ہو کر غیر تشریعی ظلّی اور بروزی اور اُمّتی نبی ہوسکتے ہیں۔

اُمّتِ مسلمہ کے اس اصول کی روشنی میں جو قرآن وسنت اور اجماع امت کی رو سے قطعی طے شدہ اور ناقابل بحث وتاویل ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے مندرجہ ذیل دعووں کو ملاحظہ فرمایئے۔

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"۔ (دافع البلاء طبع سوم قادیان 1946ء صفحہ 11)

"میں رسول اور نبی ہوں، یعنی باعتبار ظلّیت کاملہ کے، میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے" (نزول المسیح صفحہ 3 (حاشیہ) طبع اوّل مطبع ضیاء الاسلام قادیان 1909ء)

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 68 مطبوعہ قادیان 1934ء)

"میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر چشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکہ انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکہ رد کردوں یا اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں"۔

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۸ مطبوعہ قادیان 1901ء)

"خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیلث ہوں میں نُوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یُوسف ہوں، میں عیسیٰ ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلّی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں" (حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ 72 مطبوعہ قادیان 1934ء)

"چند روز ہوئے ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا، حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے، حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی اس میں سے ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا بار، پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ اول مصنفہ 1902ء، مطبوعہ قادیان 1934ء)

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔"

(اخبار بدر 5 مارچ 1908ء مندرجہ حقیقۃ النبوۃ مؤلفہ مرزا بشیر الدین محمود ج 1 صفحہ 272 ضمیمہ نمبر 3)

"انبیاء گرچہ بودہ اند بسے   من بہ عرفان نہ کمترم ز کسے"

(نزول المسیح صفحہ 97 طبع اول قادیان 1909ء)

یعنی "انبیاء اگر چہ بہت سے ہوئے ہیں مگر میں معرفت میں کسی سے کم نہیں ہوں۔"

یہ صرف ایک انتہائی مختصر نمونہ ہے ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں اس قسم کے دعوؤں سے بھری پڑی ہیں۔

مرزا صاحب کے درجہ بدرجہ دعوے

بعض مرتبہ مرزائی صاحبان مسلمانوں کو غلط فہمی میں ڈالنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کے ابتدائی دور کی عبارتیں پیش کرتے ہیں جن میں انہوں نے علی الاطلاق دعوائے نبوت کو کفر قرار دیا ہے لیکن خود مرزا صاحب نے واضح کر دیا ہے کہ وہ مجدد، محدّث، مسیح موعود اور مہدی کے مراتب سے "ترقی" کرتے ہوئے درجہ بدرجہ نبوّت کے منصب تک پہنچے ہیں۔ انہوں نے اپنے دعوؤں کی جو تاریخ بیان کی ہے، اسے ہم پوری تفصیل کے ساتھ انہی کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں تا کہ ان کی عبارت کو پورے سیاق میں دیکھ کر ان کا پورا مفہوم واضح ہو سکے۔ کسی نے مرزا صاحب سے سوال کیا تھا کہ آپ کی عبارتوں میں یہ تناقض نظر آتا ہے کہ کہیں آپ اپنے آپ کو "غیر نبی" لکھتے ہیں اور کہیں اپنے آپ کو "مسیح سے تمام شان میں بڑھ کر" قرار دیتے ہیں اس کا جواب دیتے ہوئے مرزا صاحب حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں:

"اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہوں، اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگر چہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسولؐ نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا۔

اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے، اس لیے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد ہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔

لیکن بعد اس کے اس بارے میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صدہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کے لیے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا ___ جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا۔

اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے؟ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی...... میں اس کی پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں...... میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں، جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 149 صفحہ 150 مطبوعہ قادیان 1134ء)

مرزا صاحب کی یہ عبارت اپنے مدعا پر اس قدر صریح ہے کہ کسی مزید تشریح کی حاجت نہیں، اس عبارت کے بعد اگر کوئی شخص ان کی اس زمانے کی عبارتیں پیش کرتا ہے جب وہ

دعوائے نبوت کی نفی کرتے تھے (بزعم خویش) انہیں اپنے نبی ہونے کا علم نہیں ہوا تھا تو اسے دجل وفریب کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟

مرزا صاحب کا آخری عقیدہ

حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کا آخری عقیدہ جس پر ان کا خاتمہ ہوا یہی تھا کہ وہ نبی ہیں، چنانچہ انہوں نے اپنے آخری خط میں جو ٹھیک ان کے انتقال کے دن اخبار عام میں شائع ہوا، واضح الفاظ میں لکھا کہ:

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکہ انکار کر سکتا ہوں، میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں"۔

(اخبار عام 26 مئی 1908ء منقول از حقیقۃ النبوۃ مرزا محمود صفحہ 271 و مباحثہ راولپنڈی صفحہ 136)

یہ خط 23 مئی 1908ء کو لکھا گیا اور 26 مئی کو اخبار عام میں شائع ہوا اور ٹھیک اسی دن مرزا صاحب کا انتقال ہو گیا۔

(At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which was occupied by Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi)

مولوی مفتی محمود: غیر تشریعی نبوت کا افسانہ

بعض مرتبہ مرزائی صاحبان کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے غیر تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور غیر تشریعی نبوت، عقیدۂ ختم نبوت کے منافی نہیں لیکن دوسری مرزائی تاویلات کی طرح اس تاویل کے بھی صغریٰ کبریٰ دونوں غلط ہیں۔ اول تو یہ بات ہی سرے سے درست نہیں کہ مرزا صاحب کا دعویٰ صرف غیر تشریعی نبوت کا تھا۔

مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت تشریعی

حقیقت تو یہ ہے کہ مرزا صاحب کے روز افزوں دعاوی کے دور میں ایک مرحلہ ایسا بھی آ ہے جب انہوں نے غیر تشریعی نبوت سے بھی آگے قدم بڑھا کر واضح الفاظ میں اپنی وحی او نبوت کو تشریعی قرار دیا ہے اور اسی بناء پر ان کے متبعین میں سے ظہیر الدین اروپی کا فرقہ انہیں کھلا کھلا تشریعی نبی مانتا تھا۔ اس سلسل میں مرزا صاحب کی چند عبارتیں یہ ہیں۔ اربعین صفحہ 4 میں لکھتے ہیں:

"ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمؤمین یعضوا من ابصار هم و یحفظ افرجهم ذلك اذكیٰ لهم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان هذ لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراہیم وموسیٰ۔ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفا امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفا احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔"

(اربعین صفحہ 4 اور صفحہ 7 طبع چہارم مطبوعہ ربوہ

مذکورہ بالا عبارت میں مرزا صاحب نے واضح الفاظ میں اپنی وحی کو تشریعی وحی قرار دیا ہے

اس کے علاوہ دافع البلاء میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔"

(دافع البلا صفحہ 13 مطبوعہ اپریل 1902ء قادیان)

ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام تشریعی نبی تھے اور جو شخص آپ سے "تمام شان میں" یعنی ہر اعتبار سے بڑھ کر ہو تو وہ تشریعی نبی کیوں نہیں ہوگا؟ اس لیے یہ کہنا کسی طرح درست نہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے کبھی اپنی تشریعی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

اس کے علاوہ مرزائی صاحبان عملاً مرزا صاحب، کو تشریعی نبی ہی قرار دیتے ہیں، یعنی ان کی ہر تعلیم اور ان کے ہر حکم کو واجب الاتباع مانتے ہیں۔ خواہ وہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہ السلام کے خلاف ہو، چنانچہ مرزا صاحب نے اربعین صفحہ 4 میں صفحہ 15 کے حاشیہ پر لکھا ہے:

"جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخدہ سے بچانا قبول کیا گیا اور مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔"

(اربعین نمبر 4 صفحہ 15 طبع اول 1910ء)

حالانکہ نبی کریم ﷺ کا واضح اور صریح ارشاد موجود ہے کہ الجھاد ماضٍ الیٰ یوم القیٰمۃ یعنی جہاد قیامت کے دن تک جاری رہے گا۔ مرزائی صاحبان شریعت محمدیہ کے اس صریح اور واضح حکم کو چھوڑ کر مرزا صاحب کے حکم کی اتباع کرتے ہیں۔ اس طرح شریعت محمدیہ میں جہاں خمس، فی، جزیہ اور غنائم کے تمام احکام جو حدیث اور فقہ کی کتابوں میں سینکڑوں صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں، ان سب میں مرزا صاحب کے مذکورہ بالا قول کے مطابق تبدیلی کے قائل ہیں۔ اس کے بعد تشریعی نبوت میں کون سی کسر باقی رہ جاتی ہے؛

ختم نبوّت میں کوئی تفریق نہیں

اور اگر بالفرض یہ درست ہو کہ مرزا صاحب ہمیشہ غیر تشریعی نبوت ہی کا دعویٰ کرتے رہے ہیں تب بھی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ عقیدۂ ختم نبوت میں یہ تفریق کرنا کہ فلاں قسم کی نبوت ختم

ہو گئی ہے اور فلاں قسم کی باقی ہے، اسی "دجل و تلبیس" کا ایک جزو ہے جس سے سرکار د
علیہ نے خبردار فرمایا تھا۔ سوال یہ ہے کہ قرآن کریم کون سی آیت یا سرکار دو عالم علیہ کے
سے ارشاد میں یہ بات مذکور ہے کہ ختم نبوت کے جس عقیدے کو اللہ اور اس کے رسول کی ط
سے سینکڑوں بار دہرایا جارہا ہے وہ صرف تشریعی نبوت کے لیے ہے اور غیر تشریعی نبوت اس
مستثنیٰ ہے؛ اگر غیر تشریعی انبیاء کا سلسلہ آپؐ کے بعد بھی جاری تھا تو قرآن کریم کی ابدی آ
نے سرکار دو عالم علیہ کی لاکھوں احادیث میں سے کسی ایک حدیث نے یا صحابۂ کرام رضوان
علیہم کے بے شمار اقوال میں سے کسی ایک قول ہی نے یہ بات کیوں بیان نہیں کی بلکہ کھلے لف
میں ہمیشہ یہی واضح کیا جاتا رہا کہ ہر قسم کی نبوت بالکل منقطع ہو چکی اور اب کسی قسم کا کوئی نب
آئے گا، ختم نبوت کی سینکڑوں احادیث میں سے خاص طور پر مندرجہ ذیل احادیث دیکھ
دیکھیے۔

(۱) ان الرسالة والنبوة قد نقطعت فلا رسول بعدی و لا نبیّ (رواہ الترمذی
صحیح)

"بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی۔ پس نہ میرے بعد کوئی رسُول ہوگا اور نبی؛

یہاں اول تو نبی اور رسول کے ساتھ نبوت اور رسالت کے وصف ہی کو بالکلیہ منقطع قر
گیا، دوسرے رسُول اور نبی دو لفظ استعمال کر کے دونوں کی علیحدہ علیحدہ نفی کی گئی اور یہ بات
شدہ ہے کہ جہاں یہ دونوں لفظ ساتھ ہوں وہاں رسول سے مراد نئی شریعت لانے والا اور نبی
مراد پرانی شریعت ہی کا تبع ہونا ہے۔ لہٰذا اس حدیث نے "تشریعی اور غیر تشریعی دونوں قس
نبوّت کو صراحۃً ہمیشہ کے لیے منقطع قرار دے دیا۔

(۲) آنحضرت علیہ نے اپنے آخری اوقات حیات میں جو بات بطور وصیت ارشاد فرمائی
میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق یہ الفاظ بھی تھے۔

یا ایھا الناس لم یبق من مبشران النبوة الا الرویا النسا

(رواہ مسلمؒ والنسائی وغ

اے لوگو! مبشرات نبوّت میں سے سوائے اچھے خوابوں کے کچھ باقی نہیں رہا۔

(۳) حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"کانت بنو اسرائیل تو سھم الانبیاء کلما ھلك نبیّ خلفه ھی وانه لا نبی بعدی و سیکون خلفاء فیکثرون قالوا افماتامرنا قال فوابیعت الاول فالاول اعطوھم حقھم۔

"بنی اسرائیل سیاست انبیاء علیھم السلام کرتے تھے، جب کوئی نبی وفات پاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ لے لیتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا خلفاء کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے۔ فرمایا کہ یکے بعد دیگرے ان کی بیعت کا حق ادا کرو" (صحیح بخاری صفحہ 211 ج۱)

اس حدیث میں جن انبیائے بنی اسرائیل کا ذکر ہے وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائے تھے، بلکہ حضرت موسیٰ ہی کی شریعت کا اتباع کرتے تھے لہٰذا غیر تشریعی نبی تھے۔ حدیث میں آنحضرت نے بتا دیا کہ میری امت میں ایسے غیر تشریعی نبی بھی نہیں ہونگے۔ نیز لا نبی بعدی کہنے کے ساتھ آپؐ نے اپنے بعد آنے والے خلفاء تک کا ذکر کر دیا لیکن کسی غیر تشریعی یا ظلّی بروزی نبی کا کوئی اشارہ بھی نہیں دیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مرزائی اعتقاد کے مطابق دنیا میں ایک ایسا عظیم نبی آنے والا تھا، جو تمام انبیائے بنی اسرائیل سے افضل تھا۔ اس میں (معاذ اللہ) تمام کمالات محمدیہؐ دوبارہ جمع ہونے والے تھے اور اس کے تمام انکار کرنے والے کافر، گمراہ، شقی اور عذاب الٰہی کا نشانہ بننے والے تھے اور اس کے باوجود اللہ اور اس کے رسولؐ نے نہ صرف یہ کہ آپؐ کے بعد تمام نبوت کا دعویٰ کرنے والے دجّال ہوں گے اور آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا اپنے بعد کے خلفاء تک کا ذکر کیا گیا۔ لیکن ایسے عظیم الشان نبی کی طرف کوئی اشارہ تک نہیں کیا گیا۔ اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا نکلتا ہے کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے (معاذ اللہ) اپنے بندوں کو جان بوجھ کر ہمیشہ کے لیے ایک گمراہ کن دھوکے میں مبتلا کر دیا تا کہ وہ علی الاطلاق ہر قسم کی نبوت کو ختم

سمجھیں اور آنے والے غیر تشریعی نبی کو جھٹلا کر کافر، گمراہ اور مستحق عذاب بنتے رہیں؟ کیا کوئی شخص دائرہ اسلام میں رہتے ہوئے اس بات کا تصور بھی کر سکتا ہے؛

عربی صرف ونحو کا ابتدائی طالب علم بھی جانتا ہے کہ عربی زبان کے قواعد کی رو سے لا نبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا) کا جملہ ایسا ہی ہے جیسے لا الٰه الا الله (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) لہٰذا اگر اول الذکر جملے میں کسی چھوٹے درجے کے غیر تشریعی یا طفیل نبی کی گنجائش نکل سکتی ہے تو کوئی شخص یہ کیوں نہیں کہہ سکتا کہ مؤخر الذکر جملے میں ایسے چھوٹے خداؤں کی گنجائش ہے جن کی معبودیت (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کا ظلِ، بروز ہونے کی وجہ سے ہے، اور جو مُستقل بالذات خُدا نہیں ہر باخبر انسان کو معلوم ہے کہ دنیا کی بیشتر مشرک قومیں ایسی ہیں جو مستقل بالذات خدا صرف اللہ تعالیٰ کو قرار دیتی ہیں اور ان کا شرک صرف اس بنا پر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ ایسے دیوتاؤں اور معبودوں کی بھی قائل ہیں جن کی خدائی مستقل بالذات نہیں۔ کیا ان کے بارہ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ لا الٰه الاالله کی قائل ہیں؟ اگر بالواسطہ خداؤں کے اعتقاد کے ساتھ اسلام کا پہلا عقیدہ یعنی عقیدۂ توحید سلامت نہیں رہ سکتا تو آپؐ کے بعد بالواسطہ یا غیر تشریعی انبیاء کے اعتقاد کے ساتھ اسلام کا دوسرا عقیدہ یعنی ختمِ نبوۃ اور نزول کیسے کھپ سکتا ہے؟

یہاں یہ بھی واضح رہنا چاہئے کہ حضرت مسیح علیہ السّلام کی حیات اور نزول ثانی کے عقیدے کو عقیدۂ ختم نبوّت سے متضاد قرار دینا اسی غلط بحث کا شاہکار ہے جسے احادیث میں مدّعیان نبوّت کے "دجل" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ختم نبوّت کی آیات اور احادیث کو پڑھ کر ایک معمولی سمجھ کا انسان بھی وہی مطلب سمجھے گا، جو پوری اُمّت نے اجماعی طور پر سمجھے ہیں، یعنی یہ کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا، اس سے یہ نرالا نتیجہ کوئی ذی ہوش نہیں نکال سکتا کہ آپؐ کے بعد پچھلے انبیاء علیہم السّلام کی نبوّت چھن گئی ہے یا پچھلے انبیاء میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔

اگر کسی شخص کو آخرالاولاد یا خاتم الاولاد یعنی فلاں شخص کا آخری لڑکا قرار دیا جائے تو کیا کوئی شخص بقائمی حواس اس کا یہ مطلب سمجھ سکتا ہے کہ اس لڑکے سے پہلے جتنی اولاد ہوئی تھی وہ سب مر چکی؟ پھر آخر خاتم الانبیاء یا آخرالانبیاء کے لفظ کا یہ مطلب کونسی لغت، کونسی عقل اور کونسی شریعت کی روشنی میں لیا جا سکتا کہ آپؐ سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السّلام تشریف لائے تھے وہ سب وفات پا چکے؟

خود مرزا صاحبؒ خاتم الاولاد" کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سو ضرور ہوا کہ وہ شخص جس پر یہ کمال وتمام دورۂ حقیقت آدمیہ ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو، یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔"

(تراق القلوب صفحہ 297 طبع سوم، قادیان 1938ء)

(مداخلت)

ملک محمد اختر: جناب والا! یہ مذہبی بات ہو رہی ہے۔ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ اس میں کوئی اور بات ہو۔

(اس کے بعد مولوی مفتی محمود صاحب نے پھر پڑھنا شروع کیا۔)

محترم قائمقام چیئرمین: ذرا ٹھہر جائیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اگر کوئی ڈسکشن کرنی ہے تو باہر لابی میں جا کر کریں۔

مولوی عبدالحق: جناب والا! یہ یہاں باتیں کیوں ہو رہی ہیں؟

سردار عبدالعلیم: یہ خواہ مخواہ مولوی صاحب کو غصہ آ رہا ہے۔

مولوی عبدالحق: یہ کیا باتیں کر رہے ہیں؟

محترم قائمقام چیئرمین: سردار صاحب! اگر ڈسکشن کرنی ہے تو باہر جا کر کریں۔

سردار عبدالعلیم: مولانا کو غصہ زیادہ آتا ہے۔

محترم قائمقام چیئرمین: آرڈر۔ آرڈر۔

مولوی مفتی محمود: آگے لکھتے ہیں:

"میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں انکے لیے خاتم اولاد تھا"۔

خود مرزا صاحب کی اس تشریح کے مطابق بھی خاتم النبین کے معنی اس کے سوا اور کیا ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی ماں کے پیٹ سے نہیں نکلے گا۔ لہٰذا حضرت مسیح علیہ السّلام کی حیات اور نزول کا عقیدہ عقل و خرد کی آخر کون سی منطق سے آیت خاتم النّبین کے منافی ہوسکتا ہے؟

ظلی اور بیروزی نبوت کا افسانہ

اس طرح مرزائی صاحبان بعض اوقات یہ بہانہ تراشتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت ظلّی اور بروزی نُبوت تھی جو آنحضرت ﷺ کی نُبوت کا پرتو ہونے کی وجہ سے عقیدہ ختم نُبوت میں رخنہ انداز نہیں ہے۔ لیکن درحقیقت اسلامی نقطہ نظر سے ظلّی اور بروزی نُبوت کا عقیدہ مستقل بالذّات نُبوت سے بھی کہیں زیادہ سنگین خطرناک اور کافرانہ ہے جس کی وجوہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) تقابل ادیان کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ "ظلّ اور بروز" کا تصور خالصۃً ہندوانہ تصور ہے اور اسلام میں اس کی کوئی ادنیٰ جھلک بھی کہیں نہیں پائی جاتی۔

(۲) ظلّی اور بروزی نبوت کا جو مفہوم خود مرزا غلام احمد صاحب نے بیان کیا ہے اس کی رو سے ایسا نبی پچھلے تمام انبیاء سے زیادہ افضل اور بلند مرتبہ ہوتا ہے کیونکہ وہ (معاذ اللہ) افضل الانبیاء ﷺ کا بروز یعنی (معاذ اللہ) آپ ہی کا دوسرا جنم یا دوسرا روپ ہے۔ اسی بناء پر مرزا غلام احمد نے متعدد مرتبہ انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ اپنے آپ کو براہ راست سرکار دو عالم ﷺ قرار دیا ہے۔ چند عبارتیں ملاحظہ ہوں:۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ہونے کا دعویٰ

اور آنحضرت ﷺ کے نام کا مظہر اتم ہوں یعنی ظلّی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں"۔

(حاشیہ حقیقۃ الوحی ص72)

"میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوّت کا کامل انعکاس ہے"

(نزول المسیح ص 48 طبع قادیان 1909ء)

"میں بموجب آیت و اخرین منهم لما یلحقوا بهم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براھین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوّت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظلّ اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلّی طور پر محمدؐ ہوں ﷺ، پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد ﷺ کی نبوّت محمدؐ تک ہی محدود رہی یعنی بہر حال محمد ﷺ ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدیؐ مع نبوّت محمدیہؐ کے میرے آئینہ ظلّیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوّت کا دعویٰ کیا"۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص۱۰ر۱۱ مطبوعہ ربوہ)

ان الفاظ کو نقل کرتے ہوئے ہر مسلمان کا کلیجہ تھرائے گا، لیکن انہیں اس لیے نقل کیا گیا ہے تا کہ معلوم ہو سکے کہ یہ ہے خود مرزا صاحب کے الفاظ "ظلّی" اور "بروزی" نبوّت کی تشریح، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس سے مستقل بالذّات نبوّت کا دعویٰ لازم نہیں آتا۔ سوال یہ ہے کہ جب اس ظلّ اور بروز کے گورکھ دھندے کی آڑ میں مرزا صاحب نے (معاذ اللہ) "تمام کمالات محمدی مع نبوّت محمدیؐ کے" اپنے دامن میں سمیٹ لیے تو اب کون سا نبی ایسا رہ گیا جس سے اپنی افضلیت ثابت کرنے کی ضرورت رہ گئی ہو؟ اس کے بعد بھی اگر ظلّی بروزی نبوّت کوئی

ہلکے درجے کی نبوّت رہتی ہے اور اس کے بعد بھی عقیدہ ختم نبوّت نہیں ٹوٹتا تو پھر یہ تسلیم کر لینا چاہئے کہ عقیدہ ختم نبوّت (معاذ اللہ) ایسا بے معنیٰ عقیدہ ہے جو کسی بڑے سے بڑے دعویٰ نبوّت سے بھی نہیں ٹوٹ سکتا۔

مرزا صاحب پچھلے نبیوں سے افضل

خود مرزائی صاحبان اپنی تحریروں میں اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب کی ظلّی نبوّت بہت سے ان انبیاء علیہم السلام کی نبوّت سے افضل ہے، جنہیں بلاواسطہ نبوّت ملی ہے، چنانچہ مرزا صاحب کے منجھلے بیٹے مرزا بشیر احمد، ایم۔اے قادیانی لکھتے ہیں:۔

"اور یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلّی یا بروزی نبوّت گھٹیا قسم کی نبوّت ہے یہ محض ایک نفس کا دھوکہ ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں کیونکہ ظلّی نبوّت کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان نبی کریم ﷺ کی اتباع میں اس قدر غرق ہو جائے کہ "من تو شدم تو من شدی" کے درجہ کو پالے۔ ایسی صورت میں وہ نبی کریم ﷺ کے جمیع کمالات کو عکس کے رنگ میں اپنے اندر اترتا پائے گا حتیٰ کہ ان دونوں میں قریب اتنا بڑھے گا کہ نبی کریم ﷺ کی نبوّت کی چادر بھی اس پر چڑھائی جائے گی، تب جا کر ظلّی نبی کہلائے گا۔ پس جب ظِل کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے اصل کی پوری تصویر ہو اور اس پر تمام انبیاء کا اتفاق ہے تو وہ نادان جو مسیح موعودؑ کی ظلّی نبوّت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوّت سمجھتا یا اس کے معنی ناقص نبوّت کے کرتا ہے۔ وہ ہوش میں آوے اور اپنے اسلام کی فکر کرے، کیونکہ اس نے اس نبوّت کی شان پر حملہ کیا ہے جو تمام نبوتوں کی سرتاج ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعود کی نبوّت پر ٹھوکر لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوّت کو ناقص نبوّت سمجھتے ہیں کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آنحضرت ﷺ کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلّی نبی تھے اور اس ظلّی نبوّت کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے ان کے لیے یہ ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جاویں جو نبی کریم ﷺ میں رکھے گئے، بلکہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے

تھے کسی کو بہت، کسی کو کم۔ مگر مسیحِ موعود کو تو تب نبوّت ملی جب اس نے نبوّت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کرلیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلّی نبی کہلائے پس ظلّی نبوّت نے مسیح موعودؑ کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا"۔

(کلمۃ الفصل۔ ریویو آف ریلیجنز 14 نمبر 3 ص 113 مارچ و اپریل 1915ء)

آگے مرزا صاحب کو حضرت عیسیٰؑ حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل قرار دے کر لکھتے ہیں:۔

"پس مسیح موعود کی ظلّی نبوّت کوئی گھٹیا نبوّت نہیں، بلکہ خدا کی قسم اس نبوّت نے جہاں آقا کے درجے کو بلند کیا ہے وہاں غلام کو بھی اس مقام پر کھڑا کر دیا ہے جس تک انبیائے بنی اسرائیل کی پہنچ نہیں۔ مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے اور ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے اپنے آپ کو بچالے" (حوالہ بالا ص 114)۔

اور مرزا صاحب کے دوسرے صاحبزادے اور ان کے خلیفہ، دوئم مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:۔

"پس ظلّی اور بروزی نبوّت کوئی گھٹیا قسم کی نبوّت نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا مسیح موعود کس طرح ایک اسرائیل نبی کے مقابلہ میں یوں فرماتا کہ:۔

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

(القول الفصل ص 16 مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان 1915ء)

خاتم النّبیین ماننے کی حقیقت

یہ ہے خود مرزائی صاحبان کے الفاظ میں اس ظلّی اور بروزی نبوّت پوری حقیقت جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ عقیدۂ ختمِ نبوّت میں رخنہ انداز نہیں ہے۔ جس شخص کو بھی عقل و فہم اور دیانت و انصاف کا کوئی ادنیٰ حصہ ملا ہے وہ مذکورہ بالا تحریریں پڑھنے کے بعد اس کے سوا اور کیا نتیجہ نکال سکتا ہے کہ "ظلّی اور بروزی نبوّت" کے عقیدے سے زیادہ کوئی عقیدہ بھی ختمِ نبوّت کے منافی اور اس سے متضاد نہیں ہو سکتا، ختمِ نبوّت کا مطلب یہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے بعد

کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور ظلّی بروزی نبوّت کا عقیدہ یہ کہتا ہے کہ نہ صرف آپؐ کے بعد نبی آسکتا ہے بلکہ ایسا نبی آسکتا ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء سے افضل اور اعلیٰ نبوّت کا حامل ہو جو افضل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے "تمام کمالات" اپنے اندر رکھتا ہو اور جو تمام انبیاء کے مراتب کمال کو پیچھے چھوڑتا ہوا سرکار دو عالم ﷺ کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہو سکے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل

بلکہ اس عقیدے میں اس بات کی بھی پوری گنجائش موجود ہے کہ کوئی شخص مرزا صاحب کو معاذ اللہ ثم " (معاذ اللہ) سرکارِ دو عالم ﷺ سے بھی افضل قرار دیدے۔ کیونکہ جب مرزا صاحب آپؐ ہی کا ظہورِ ثانی قرار پائے تو آپ کا ظہورِ ثانی پہلے ظہور سے اعلیٰ بھی ہوسکتا ہے اور یہ محض ایک قیاس ہی نہیں ہے بلکہ مرزائی رسالے "ریویو آف ریلیجنز" کے سابق ایڈیٹر قاضی ظہور الدین اکمل کی ایک نظم 25/اکتوبر 1906ء کے اخبار" بدر" میں شائع ہوئی تھی جس کے دو شعر یہ ہیں:

امام اپنا عزیزو اس جہاں میں — غلام احمد ہوا دارالاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر — مکان اس کا ہے گویا لا مکاں میں
محمدؐ پھر اُتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمدؐ دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر 25/اکتوبر 1906ء جلد 2 نمبر 43 صفحہ 4)

یہ محض "مُریداں می پرانند" والی شاعری نہیں ہے، بلکہ یہ اشعار شاعر نے خود مرزا غلام احمد صاحب کو سنائے اور انہیں لکھ کر پیش کئے، اور مرزا صاحب نے ان پر جزاک اللہ کہہ کر داد دی ہے۔ جنانچہ قاضی اکمل صاحب 22/اگست 1944ء کے "الفضل" میں لکھتے ہیں:

"وہ اس نظم کا ایک حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کے حضور میں پڑھی گئی اور خوش خط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔

اس وقت کسی نے اس شعر پر اعتراض نہ کیا، حالانکہ مولوی محمد علی صاحب (امیر جماعت لاہور) اور اعوانہم موجود تھے اور جہاں تک حافظہ مدد کرتا ہے، بوثوق کہا جا سکتا ہے کہ سن رہے تھے اور اگر اس سے بوجہ مرورِ زمانہ انکار کریں تو یہ نظم "بدر" میں چھپی اور شائع ہوئی۔ اس وقت "بدر" کی پوزیشن وہی تھی بلکہ اس سے کچھ بڑھ کر جو اس عہد "الفضل" کی ہے حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر سے ان لوگوں کے محبانہ اور بے تکلفانہ تعلقات تھے۔ وہ خدا کے فضل سے زندہ موجود ہیں ان سے پوچھ لیں اور خود کہہ دیں کہ آیا آپ میں سے کسی نے بھی اس پر ناراضی یا ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شرفِ سماعت حاصل کرنے اور جزاک اللہ تعالیٰ کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا تھا کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایمان اور قلت عرفان کا ثبوت دیتا"۔

(الفضل جلد 32 نمبر 196 مورخہ 22 اگست 44ء ص 6 کالم نمبر 1)

آگے لکھتے ہیں:

یہ شعر خطبۂ الہامیہ کو پڑھ کر حضرت مسیح موعود علی الصلاۃ والسّلام کے زمانے میں کہا گیا اور ان کو سنا بھی دیا گیا اور چھاپا بھی گیا"

(ایضاً صفحہ 6 کالم 2(3)

اس سے واضح ہے کہ یہ محض شاعرانہ مبالغہ آرائی نہ تھی، بلکہ ایک مذہبی عقیدہ تھا، اور ظلی بروزی نبوت کے اعتقاد کا وہ لازمی نتیجہ تھا جو مرزا صاحب کے خطبۂ الہامیہ سے ماخوذ تھا، اور مرزا صاحب نے بذات خود اس کی نہ صرف تصدیق بلکہ تحسین کی تھی۔ خطبۂ الہامیہ کی جس عبارت سے شاعر نے یہ شعر اخذ کیے ہیں۔ وہ یہ ہے، مرزا صاحب لکھتے ہیں:

جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے۔ جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی بس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں، یعنی ان دنوں میں یہ نسبت ان سالوں کے اقوی اور اکمل اور اشد ہے۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے، اس لیے تلوار اور لڑنے والے گروہ کی محتاج نہیں، اور اس لیے خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کی بعثت کے لیے صدیوں

کے شمار کو رسول کریمؐ کی ہجرت سے بدر کی راتوں کے شمار کی مانند اختیار فرمایا تا کہ یہ شمار اس مرتبہ پر جو ترقیات کے تمام مرتبوں سے کمال تمام رکھتا ہے، دلالت کرے"۔

(خطبۂ الہامیہ ص 271 مصنفہ 1902 مطبوعہ ربوہ)

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کا بروزی طور پر آنحضرت ﷺ سے بڑھ جانا خود مرزا صاحب کا عقیدہ تھا جسے انہوں نے خطبۂ الہامیہ کی مذکورہ بالا عبارت میں بیان کیا اسی کی تشریح کرتے ہوئے قاضی اکملؔ نے وہ اشعار کہے اور مرزا صاحب نے ان کی تصدیق و تحسین کی۔

ہر شخص آنحضرت ﷺ سے بڑھ سکتا ہے۔

پھر بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی، بلکہ مرزائی صاحبان کا عقیدہ اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ ہے کہ صرف مرزا صاحب ہی نہیں، بلکہ ہر شخص اپنے روحانی مراتب میں ترقی کرتا ہوا (معاذ اللہ) آنحضرت ﷺ سے بڑھ سکتا ہے، چنانچہ مرزائیوں کے خلیفۂ دوم مرزا بشیر الدین محمود کہتے ہیں:

"یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے"

(الفضل قادیان جلد 10 نمبر 5 مورخہ 17/جولائی 1922ء صفحہ 9 عنوان خلیفۃ المسیح کی ڈائری)

یہیں سے یہ حقیقت بھی کھل جاتی ہے کہ مرزائی صاحبان کی طرف سے بعض اوقات مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے جو دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں، اس کی اصلیت کیا ہے؟ خود مرزا صاحب اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اللہ جلّ شانہ، نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتَم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لیے مہر دی، جو کسی اور نبی کو ہر گز نہیں دی گئی، اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپؐ

کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔"

(حقیقۃ الوحی ص97۔ حاشیہ)

ظلّ و بروز کے مذکورہ بالا اعتقادات کے ساتھ مرزا صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کے پاس افاضۂ کمال کی ایسی مُہر تھی جو بالکل اپنے جیسے، بلکہ اپنے سے بھی افضل و اعلیٰ نبی تراشتی تھی [1] قرآن وحدیث، لغتِ عرب اور عقل انسانی کے ساتھ اس کھلے مذاق کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے "معبود واحد" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کائناتِ عالم میں وہ تنہا ذات ہے۔ جس کی قوت قدسیہ خدا تراش ہے اور اپنے جیسے خدا پیدا کرسکتی ہے اگر قرآن کریم کی آیات اور امت کے بنیادی عقائد کے ساتھ ایسی گستاخانہ دل لگی کرنے کے بعد بھی کوئی شخص دائرۂ اسلام میں رہ سکتا ہے تو پھر روئے زمین کا کوئی انسان کافر نہیں ہوسکتا۔

دعوائے نبوّت کا منطقی نتیجہ

مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت پچھلے صفحات میں روزِ روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے، اور

---

[1] یہ اور بات ہے کہ خود مرزا صاحب کے اعتراف کے مطابق اس عظیم الشان مہر سے صرف ایک ہی نبی تراشا گیا اور وہ مرزا غلام احمد صاحب تھے فرماتے ہیں کہ "اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال و اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں، (حقیقۃ الوحی ص 391) یہ لکھتے وقت مرزا صاحب کو یہ خیال بھی نہ آیا کہ خاتم النبیین جمع کا صیغہ ہے لہٰذا اس مہر سے کم از کم تین نبی تو تراشے جانے چاہئے تھے۔"

قرآن، حدیث، اجماع اور تاریخ اسلام کی روشنی میں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، وہ اور اس کے متبعین کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

یہ صرف اسلام ہی کا نہیں، عقلِ عام کا بھی فیصلہ ہے۔ مذاہبِ عالم کی تاریخ سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا ہر شخص اس بات کو تسلیم کرے گا کہ جب کبھی کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو، حق و باطل کی بحث سے قطع نظر، جتنے لوگ اس وقت موجود ہیں وہ فوراً دو گروہوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ایک گروہ وہ ہوتا ہے جو اس شخص کی تصدیق کرتا اور اسے سچا مانتا ہے، اور دوسرا گروہ وہ ہوتا ہے جو اس کی تصدیق اور پیروی نہیں کرتا۔ ان دونوں گروہوں کو دنیا میں کبھی بھی ہم مذہب قرار نہیں دیا گیا بلکہ ہمیشہ دونوں کو الگ الگ مذہبوں کا پیرو سمجھا گیا ہے۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"ہر نبی اور مامور کے وقت دو فرقے ہوتے ہیں ایک وہ جس کا نام سعید رکھا ہے اور دوسرا وہ جو شقی کہلاتا ہے[1]۔"

(الحکم جلد 5 28 دسمبر 1900ء منقول از ملفوظات احمدیہ ص 143 مطبوعہ احمدیہ کتاب گھر قادیان 1925ء)

مذاہبِ عالم کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت پوری طرح واشگاف ہو جاتی ہے کہ دعوئے نبوت کے بانٹے ہوئے یہ دو فریق کبھی ہم مذہب نہیں کہلائے، بلکہ ہمیشہ حریف مذہبوں کی طرح رہے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے سارے بنی اسرائیل ہم مذہب تھے، لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو فوراً دو بڑے بڑے حریف مذہب پیدا ہو گئے ایک مذہب آپ کے ماننے والوں کا تھا جو بعد میں عیسائیت یا مسیحیت کہلایا اور دوسرا مذہب آپ کی تکذیب کرنے والوں کا تھا جو یہودی مذہب کہلایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے متبعین اگرچہ پچھلے تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھتے تھے، لیکن یہودیوں نے کبھی ان

---

[1] یہ قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں انسانوں کی دو قسمیں قرار دی ہیں، ایک شقی یعنی کافر اور دوسری سعید یعنی مسلمان پھر پہلی قسم کو جہنمی اور دوسری کو جنتی قرار دیا گیا ہے، ارشاد ہے فمنھم شقی و سعید الخ۔

کو اپنا ہم مذہب نہیں سمجھا اور نہ عیسائیوں نے کبھی اس بات پر اصرار کیا کہ انہیں یہودیوں میں شامل سمجھا جائے۔ اس طرح جب سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے تو آپؐ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمیت پچھلے تمام انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی اور تورات، زبور اور انجیل تینوں پر ایمان لائے۔ اس کے باوجود نہ عیسائیوں نے آپؐ اور آپؐ کے تبعین کو اپنا ہم مذہب سمجھا، اور نہ مسلمانوں نے کبھی یہ کوشش کہ انہیں عیسائی کہا اور سمجھا جائے، پھر آپ کے جو بعد جب مسلیمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے متبعین مسلمانوں کے حریف کی حیثیت سے مقابلے پر آئے اور مسلمانوں نے بھی انہیں امتِ اسلامیہ سے بالکل الگ ایک مستقل مذہب کا حامل قرار دے کر ان کے خلاف جہاد کیا حالانکہ مسلیمہ کذاب آنحضرت ﷺ کی نبوت کا منکر نہیں تھا، بلکہ اس کے اس یہاں جو اذان دی جاتی تھی اس میں اشهد ان محمداً رسول الله کا کلمہ شامل تھا۔ تاریخ طبری میں ہے کہ:

و كان يؤذنالنبى صلى الله عليه وسلم و يشهد فى الاذان أن محمداً رسول الله و كان الذى يؤذن له عبدالله بن النواحته و كان الذى يقيم له حجير بن عمير

"مسلیمہ نبی کریم ﷺ کے نام پر اذان دیتا تھا اور اذان میں اس بات کی شہادت دیتا تھا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا مؤذن عبداللہ بن نواحہ تھا اور اقامت کہنے والا حجیر بن عمیر تھا"۔

(تاریخ طبری 244ج3)

مذاہب عالم کی یہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ کسی مدعی نبوت کو ماننے والے اور اس کی تکذیب کرنے والے کبھی ایک مذہب کے سائے میں جمع نہیں ہوئے۔ لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کا یہ سو فیصد منطقی نتیجہ ہے کہ جو فریق ان کو سچا اور مامور من اللہ سمجھتا ہے وہ ان لوگوں کے مذہب میں شامل نہیں رہ سکتا جو ان کے دعوؤں کی تکذیب کرتا ہے۔ ان دونوں

فریقوں کو ایک دین کے پرچم تلے جمع کرنا صرف قرآن وسنت اور اجماع اُمت ہی سے نہیں، بلکہ مذہب کی پوری تاریخ سے بغاوت کے مترادف ہے۔

مرزائی صاحبان کی جماعت لاہور کے امیر محمد علی لاہوری صاحب نے 1906ء کے ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"The Ahmadiyya movement stands in the same relation to Islam in which Christianity stood to Judaism."

(منقول از مباحثۂ راولپنڈی [1] ص 240 مطبوعہ دار الفضل قادیان وتبدیلی عقائد مؤلفہ محمد اسمٰعیل قادیانی ص 12۔ مطبوعہ احمدیہ کتاب گھر کراچی)

یعنی "احمدیت کی تحریک اسلام کے ساتھ وہی نسبت رکھتی ہے جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ تھی"۔ کیا عیسائیت اور یہودیت کو کوئی انسان ایک مذہب قرار دے سکتا ہے؟

خود مرزائیوں کا عقیدہ کہ وُہ الگ مِلّت ہیں

مرزائی صاحبان کو اپنی یہ پوزیشن خود تسلیم ہے کہ ان کا اور ستر کروڑ مسلمانوں کا مذہب ایک نہیں ہے، وہ اپنی بے شمار تقریروں اور تحریروں میں اپنے اس عقیدے کا برملا اعلان کر چکے ہیں کہ جن مسلمانوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوؤں میں ان کی تکذیب کی ہے وہ سب دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہیں۔ اس سلسلے میں ان کی مذہبی کتابوں کی تصریحات درج ذیل ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب کی تحریریں

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اپنے خطبۂ الہامیہ میں جس کے بارے میں ان کا دعویٰ ہے کہ وہ پورے کا پورا بذریعۂ الہام نازل ہوا تھا۔ کہتے ہیں:

---

[1] یہ مرزائی صاحبان کی دونوں جماعتوں کا باہمی تحریری مباحثہ ہے جو دونوں کے مشترک خرچ پر شائع کیا گیا تھا۔ لہٰذا اس میں جو عبارتیں منقول ہیں وہ دونوں جماعتوں کے نزدیک مستند ہیں۔

داتخذت روحانیت نبینا خیر السل مظهراً من امته

تبلُغ کمال ظهورها و غلبته نورها کما کان و عداللّٰه فی الکتاب المبین نأ نا ذلك المظهر الموعود والذور المهودنا من ولا تکن من الکافرین وان شئت ناتراً قوله تعالیٰ هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله۔

اور خیرالرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لیے اور اپنے نور کے غلبہ کے لیے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خدا تعالےٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا پس میں وہی مظہر ہوں، پس ایمان لا اور کافروں سے مت ہو اور اگر چاہتا ہے تو اس خدا تعالےٰ کے قول کو پڑھ هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ الخ

(خطبۂ الہامیہ مترجم مصنفہ 1901ء مطبوعہ ربوہ ص267و268)

اور حقیقۃ الوحی میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

" کافر کا لفظ مومن کے مقابلے پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے۔ (اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود تمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لیے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے، کافر ہے، اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں، کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا"۔

(حقیقۃ الوحی ص179و180 مصنفہ 1906ء مطبوعہ طبع اوّل 1907ء)

اسی کتاب میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں، حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے، کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے"۔

آگے لکھتے ہیں:

"علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے"۔

مزید لکھتے ہیں:

"خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لیے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کیے اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان میں ہوا، اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہوسکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھہرا"۔ (حوالہ بالا ص163 و 164)

ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے نام اپنے خط میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 163)

نیز "معیار الاخیار" میں مرزا صاحب اپنا ایک الہام اس طرح بیان کرتے ہیں:

"جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور صرف تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے"۔

(اشتہار معیار الاخیار ص8 مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان 25 مئی 1900")

نزول المسیح میں لکھتے ہیں:

"جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا"۔

(نزول المسیح ص4 طبع اول مطبع ضیاء الاسلام قادیان 1909ء)

اور اپنی کتاب الھدیٰ میں اپنے انکار کو سرکار دو عالم ﷺ کے انکار کے مساوی قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

فی الحقیقت دو شخص بڑے ہی بد بخت ہیں اور انس و جن میں ان سا کوئی بھی بد طالع نہیں ایک وہ جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا، دوسرا جو خاتم الخلفا۔ (یعنی بزعم خود مرزا صاحب) پر ایمان نہ لایا" (الہدیٰ صفحہ دار الامان قادیان 1902ء)

اور انجام آتھم میں لکھتے ہیں:

"اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے، اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے"۔ (انجام آتھم ص 62 مطبوعہ قادیان 1922ء)

نیز اخبار بدر 24 رمئی 1908ء میں لکھا ہے کہ:

"بحضرت مسیح موعود ایک شخص نے سوال کیا کہ جو لوگ آپ کو کافر نہیں کہتے، ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کیا حرج ہے"؟

اس کا طویل جواب دیتے ہوئے آخر میں مرزا صاحب فرماتے ہیں:

"ان کو چاہئے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار شائع کر دیں کہ یہ سب کافر ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں ان کو مسلمان سمجھ لوں گا بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جائے اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہو، ورنہ اللہ

تعالےٰ فرماتا ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ یعنی منافق دوزخ کے نیچے کے طبقے میں ڈالے جائیں گے "(اخبار بدر 24 مئی 1908ء منقول از مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص 307 ج ا)

مرزائی خلیفہ اول حکیم نورالدّین کے فتوے

مرزائی صاحبان کے پہلے خلیفہ جن کی خلافت پر دونوں مرزائی گروپ متفق تھے، فرماتے ہیں:

"ایمان بالرّسل اگر نہ ہوتو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہوسکتا اور اس ایمان بالرّسل میں کوئی تخصیص نہیں، عام ہے، خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے، ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ بتاؤ کہ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا"۔

(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص 275 جلد 1 بحوالا اخبار الحکم ج 15 صفحہ 8 مورخہ 17 مارچ 1911ء)

نیز ایک اور موقعہ پر کہتے ہیں:

" محمد رسول اللہ ﷺ کے منکر یہود نصاریٰ اللہ کو مانتے ہیں، اللہ تعالےٰ کے رسولوں، کتابوں، فرشتوں کو مانتے ہیں کیا اس انکار پر کافر ہیں یا نہیں؟ کافر ہیں، اگر اسرائیل مسیح رسول کا منکر کافر ہے تو محمدی مسیح رسول کا منکر کیوں کافر نہیں؟ اگر اسرائیل مسیح موسیٰ کا خاتم الخلفاء یا خلیفہ یا متبع ایسا ہے کہ اسکا منکر کافر ہے تو محمد ﷺ کا خاتم الخلفاء یا خلیفہ یا متبع کیوں ایسا نہیں کہ اس کا منکر بھی کافر ہو۔ اگر وہ مسیح ایسا تھا کہ اسکا منکر کافر ہے تو یہ مسیح بھی کسی طرح کم نہیں"۔

(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص 385 ج ا۔ بحوالہ الحکم نمبر 19 جلد 18 1902ء و 28 مئی 1914ء)

خلیفہ دوم مرزا محمود احمد کے فتاویٰ

اور مرزائی صاحبان کے خلیفہ ودوم مرزا بشیرالدین محمود صاحب کہتے ہیں:

"جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی

لڑکی دے دے، ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو؟ کیا اس لیے دیتے ہو کہ وہ تمہاری قوم کا ہوتا ہے؟ مگر جس دن سے کہ تم احمدی ہوئے تمہاری قوم تو احمدیت ہو گئی شناخت اور امتیاز کے لیے اگر کوئی پوچھے تو اپنی ذات یا قوم بتا سکتے ہو۔ ورنہ اب تو تمہاری قوم، گوت، تمہاری ذات احمدی ہی ہے پھر احمدیوں کو چھوڑ کر غیر احمدیوں میں کیوں قوم تلاش کرتے ہو، مومن کا تو یہ کام ہوتا ہے کہ جب حق آجائے تو باطل کو چھوڑ دیتا ہے"۔

(ملائکۃ اللہ از مرزا بشیر الدین محمود صفحہ 46 و 47 مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ)

نیز انوار خلافت میں فرماتے ہیں:

" ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے"۔

(انوار خلافت ص 90 مطبوعہ امرتسر 1916ء)

اور آئینہ صداقت میں تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا نام تک نہیں سنا وہ بھی کافر ہیں، فرماتے ہیں:

" کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو، کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

(آئینہ صداقت ص 35 منقول از مباحثۂ راولپنڈی ص 252 مطبوعہ قادیان)

مرزا بشیر احمد، ایم اے، کے اقوال

اور مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے منجھلے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے، پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر، بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے"۔

(کلمۃ الفصل ص 110 مندرجہ ریویو آف ریلیجینز جلد صفحہ 14 نمبر 3، 4 مارچ و اپریل 1915ء)

اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"مسیح موعود کا یہ دعویٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے۔ دو حالتوں سے خالی نہیں یا تو وہ نعوذ باللہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور محض افتریٰ علی اللہ کے طور پر دعویٰ کرتا ہے تو ایسی صورت میں نہ صرف وہ کافر بلکہ بڑا کافر ہے، اور یا مسیح موعود اپنے دعوئ الہام میں سچا ہے اور خدا سچ مچ اس سے ہمکلام ہوتا تھا تو اس صورت میں بلاشبہ یہ کفر انکار کرنے والے پر پڑے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔ پس اب تم کو اختیار ہے کہ یا مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگاؤ، اور یا مسیح موعود کو سچا مان کر اس کے منکروں کو کافر جانو۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ تم دونوں کو مسلمان سمجھو، کیونکہ آیتِ کریمہ صاف بتا رہی ہے کہ اگر مدعی کافر نہیں ہے تو مکذب ضرور کافر ہے، پس خدارا اپنا نفاق چھوڑو اور دل میں کوئی فیصلہ کرو"۔

(کلمۃ الفصل ص 123 مندرجہ ریویو آف ریلیجینز جلد نمبر 14 مارچ، اپریل 1915ء)

(At this stage Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi vacated the Chair which was occupied by Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali)

مولوی مفتی محمود محمد علی لاہوری صاحب کے اقوال

محمد علی لاہوری صاحب (امیر جماعت لاہور) انگریزی ریویو آف ریلیجینز میں لکھتے ہیں:

"The Ahmadiyya movement stands in the same relation to Islam in which Christianity stood to Judism.

یعنی احمدی تحریک اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا

(منقول از مباحثۂ راولپنڈی مطبوعہ قادیان ص 240 وتبدیلی عقائد مؤلفہ محمد اسمٰعیل قادیانی صفحہ 12)

اس میں محمد علی لاہوری صاحب نے "احمدیت" کو "اسلام" سے اسی طرح الگ مذہب قرار دیا ہے جس طرح عیسائیت یہودیت سے بالکل الگ مذہب ہے۔

نیز ریویو آف ریلیجینز جلد 5 ص 318 میں لکھتے ہیں:

" افسوس ان مسلمانوں پر جو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں اندھے ہوکر انہی اعتراضات کو دہرا رہے ہیں جو عیسائی آنحضرت ﷺ پر کرتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح جس طرح عیسائی آنحضرت ﷺ کی مخالفت میں اندھے ہوکر ان اعتراضوں کو مضبوط کر رہے ہیں اور دہرا رہے ہیں جو یہودی حضرت عیسےٰ پر کرتے تھے۔ سچے نبی کا یہی ایک بڑا بھاری امتیازی نشان ہے کہ جو اعتراض اس پر کیا جائے گا وہ سارے نبیوں پر پڑے گا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو شخص ایسے مامور من اللہ کو رد کرتا ہے وہ گویا کُل سلسلۂ نبوّت کو رد کرتا ہے"۔

(منقول از تبدیلی عقائد مؤلفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی صفحہ 42)

یہاں یہ واضح رہے کہ مرزا غلام احمد صاحب یا ان کے متبعین کی عبارتوں میں کہیں کہیں ضمناً اپنے مخالفین کے لیے "مسلمان" کا لفظ استعمال ہوگیا ہے اس کی حقیقت بیان کرتے ہوئے ملک محمد عبداللہ صاحب قادیانی ریویو آف ریلیجنز کے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

" آپ نے اپنے منکروں کو ان کے ظاہری نام کی وجہ سے مسلمان لکھا ہے، کیونکہ عرفِ عام کی وجہ سے جب ایک نام مشہور ہو جائے تو پھر خواہ حقیقت اس میں موجود نہ بھی رہے اسے اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔

(احمدیت کے امتیازی مسائل مندرجہ ریویو آف ریلیجینز دسمبر 1941ء جلد 40 نمبر 12 ص38)

مسلمانوں سے عملی قطع تعلق

مذکورہ بالا عقائد کی بنا پر مرزائی صاحبان نے خود اپنے آپ کو ایک الگ ملّت قرار دے دیا، اور جیسا کہ پیچھے عرض کیا جا چکا ہے، ان کا یہ طرزِ عمل مرزا غلام احمد صاحب کے دعوؤں اور تحریروں کا بالکل منطقی نتیجہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے ان کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلق قائم کرنے اور ان کی نماز جنازہ ادا کرنیکی بالکلیہ ممانعت کر دی۔

غیر احمدی کے پیچھے نماز

چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب نے لکھا کہ:

تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لیے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفّر اور مکذّب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو، بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوئے اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے اعمال حبط ہو جائیں؟

(تحفۂ گولڑویہ صفحہ 28 حاشیہ مصنفہ 1902ء مطبوعہ طبع جدید ربوہ)

غیر احمدیوں کے ساتھ شادی بیاہ

مرزا بشیر الدین محمود (خلیفہ دوم قادیانی صاحبان) لکھتے ہیں:

"حضرت مسیح موعودؑ نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ

نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو، لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دیدی تو حضرت خلیفۂ اوّل نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا، اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا (اب میں نے اس کی سچی توبہ دیکھ کر قبول کر لی ہے)"۔

("انوار خلافت" از مرزا بشیر الدین 4 مطبوعہ امرتسر 1916ء)

آگے لکھتے ہیں:

"میں کسی جماعت سے نکالنے کا عادی نہیں لیکن اگر کوئی اس حکم کے خلاف کرے گا تو میں اس کو جماعت سے نکال دونگا)۔" (حوالہ بالا)

البتہ مسلمانوں کی لڑکیاں لینے کو قادیانی مذہب میں جائز قرار دیا گیا، اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے مرزا احمد صاحب کے دوسرے صاحبزادے مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ:۔

"اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی ابھی اجازت ہے۔" (کلمتہ الفصل ص 169 مندرجۂ ریویو جلد 140 نمبر 4)

غیر احمدیوں کی نمازِ جنازہ

مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

"اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے، اس لیے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا مکفّر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا؟ اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ

کا مذہب ہوتا ہے۔ شریعت میں وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے"۔

(انوار خلافت ص 93" مطبوعہ امرتسر 1916ء)

قائداعظم کی نماز جنازہ

جنانچہ اپنے مذہب اور خلیفہ کے حکم کی تعمیل میں چودھری ظفر اللہ خان صاحب سابق وزیر خارجہ پاکستان نے قائداعظم کی نماز جنازہ میں بھی شرکت نہیں کی۔ مزید انکوائری کمیشن کے سامنے تو اس کی وجہ انہیں نے یہ بیان کی کہ:

" نماز جنازہ کے امام مولانا شبیر احمد عثمانی احمدیوں کو کافر، مرتد اور واجب القتل قرار دے چکے تھے، اس لیے میں اس نماز میں شریک ہونے کا فیصلہ نہ کر سکا جس کی امامت مولانا کر رہے تھے"۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت پنجاب صفحہ 212)

لیکن عدالت سے باہر جب ان سے یہ بات پوچھی گئی کہ آپ نے قائداعظم کی نماز جنازہ کیوں ادا نہیں کی؟ تو اس کا جواب انہوں نے یہ دیا۔

" آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر۔"

(زمیندار لاہور 8 فروری 1950)

جب اخبارات میں یہ واقعہ منظرِ عام پر آیا تو جماعتِ ربوہ کی طرف سے اس کا یہ جواب دیا گیا کہ:

" جناب چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائداعظم احمدی نہ تھے لہٰذا جماعتِ احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں"۔

(ٹریکٹ نمبر 22 بعنوان "احراری علماء کی راست گوئی" کا نمونہ ناشر: مہتمم نشر و اشاعت نظارتِ دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ)

اور قادیانی اخبار "الفضل" کا جواب یہ تھا کہ:

" کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابو طالب بھی قائد اعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے، مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ رسولِ خدا نے"۔

(الفضل 28 اکتوبر 1952ء)

بعض لوگ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے اس طرزِ عمل پر اظہارِ تعجب کرتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں تعجب کا کوئی موقع نہیں۔ انہوں نے جو دین اختیار کیا تھا یہ اس کا لازمی تقاضا تھا ان کا دین، ان کا مذہب، ان کی امت اُن کے عقائد، اُن کے افکار ہر چیز مسلمانوں سے نہ صرف مختلف بلکہ ان سے بالکل متضاد ہے، ایسی صورت میں وہ قائد اعظم کی نماز جنازہ کیوں پڑھتے؟

خود اپنے آپ کو الگ اقلّیت قرار دینے کا مُطالبہ

مذکورہ بالا توضیحات سے یہ بات دو اور دو چار کی طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ مرزائی مذہب مسلمانوں سے بالکل الگ مذہب ہے جس کا اُمتِ اسلامیہ سے کوئی تعلق نہیں اور اپنی یہ پوزیشن خود مرزائیوں کو مسلّم ہے کہ ان کا اور مسلمانوں کا مذہب ایک نہیں ہے اور وہ مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر سے الگ ایک مستقل امت ہیں۔ چنانچہ انہوں نے غیر منقسم ہندوستان میں اپنے آپ کو سیاسی طور پر بھی مسلمانوں سے الگ ایک مستقل اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تھا۔ مرزا بشیر الدین محمود کہتے ہیں:

میں نے اپنے نمائندے کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کیے جائیں جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو، اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں جس

طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کیے گئے ہیں، اسی طرح ہمارے بھی کیے جائیں۔ تم ایک پارسی پیش کردو، اس کے مقابلہ میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا"۔

(مرزا بشیر الدین محمود کا بیان مندرجہ الفضل 13 رنومبر 1946ء)

کیا اس کے بعد بھی اس مطالبے کی معقولیت میں کسی انصاف پسند انسان کو کوئی ادنیٰ شبہہ باقی رہ سکتا ہے کہ مرزائی اُمت کو سرکاری سطح پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے؟

مرزائی بیانات کے بارے میں ایک ضروری تنبیہ

یہاں ایک اور اہم حقیقت کی طرف توجہ دلانا ازبس ضروری ہے اور وہ یہ کہ مرزائی صاحبان کا نوے ۹۰ سالہ طرز عمل یہ بتاتا ہے کہ وہ اپنے جماعتی مفادات کی خاطر بسا اوقات صریح غلط بیانی سے بھی نہیں چوکتے۔ پیچھے ان کی وہ واضح اور غیر مبہم تحریریں پیش کی جا چکی ہیں جن میں انہوں نے مسلمانوں کو کھلم کھلا کافر قرار دیا ہے۔ اور جتنی تحریریں پیچھے پیش کی گئی ہیں۔ اس سے زیادہ مزید پیش کی جاسکتی ہیں، لیکن اپنی تقریر و تحریر میں ان گنت مرتبہ ان صریح اعلانات کے باوجود منیر انکوائری کمیشن کے سوال کے جواب میں ان دونوں جماعتوں نے یہ بیان دیا کہ ہم غیر احمدیوں کو کافر نہیں سمجھتے۔

ان کا یہ بیان ان کے حقیقی عقائد اور سابقہ تحریرات سے اس قدر متضاد تھا کہ منیر انکوائری کمیشن کے جج صاحبان بھی اسے صحیح باور نہ کر سکے۔ چنانچہ وہ اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں:

"اس مسئلے پر کہ آیا احمدی دوسرے مسلمانوں کو ایسا کافر سمجھتے ہیں جو دائرہ اسلام سے خارج ہے؟ احمدیوں نے ہمارے سامنے یہ مؤقف ظاہر کیا ہے کہ ایسے لوگ کافر نہیں ہیں، اور لفظِ کُفر جو احمدی لٹریچر میں ایسے اشخاص کے لیے استعمال کیا گیا ہے اس سے کفرِ خفی یا انکار مقصود ہے یہ ہرگز کبھی مقصود نہیں ہوا کہ ایسے اشخاص دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، لیکن ہم نے اس موضوع پر احمدیوں کے بے شمار سابقہ اعلانات دیکھے ہیں اور ہمارے نزدیک ان

کی کوئی تعبیر اس کے سوا ممکن نہیں کہ مرزا غلام احمد کے نہ ماننے والے دائرۂ اسلام سے خارج ہیں"۔

(پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ اردو ص 212 1954ء)

چنانچہ جب تحقیقات کی بلاٹل گئی تو وہی سابقہ تحریریں جن میں مسلمانوں کو برملا کافر کہا گیا تھا پھر شائع ہونی شروع ہوگئیں، کیونکہ وہ تو ایک وقتی چال تھی جس کا اصل عقیدے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

یہی حال سرکار دو عالم ﷺ کو آخری پیغمبر ماننے کا ہے کہ مرزائی پیشواؤں کی ایسی تصریح تحریروں کا ایک انبار موجود ہے جن میں انہوں نے اپنے اس عقیدے کا برملا اعلان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبیوں کی آمد بند نہیں ہوئی بلکہ آپ کے بعد بھی نبی پیدا ہو سکتے ہیں، مثلاً ان کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود نے لکھا تھا کہ:

"اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا تو جھوٹا ہے، تو کذاب ہے آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں"۔

(انوار خلافت صفحہ 65 مطبوعہ امرتسر 1916ء)

لیکن حال ہی میں جب پاکستان کے دستور میں صدر اور وزیر اعظم حلف نامے میں یہ الفاظ بھی تجویز کیے گئے کہ "میں آنحضرت ﷺ کے آخری پیغمبر ہونے پر اور اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا" تو قادیانیوں کے موجودہ خلیفہ مرزا ناصر احمد صاحب نے اعلان فرمایا کہ:

"میں نے اس حلف نامے کے الفاظ پر بڑا غور کیا ہے اور میں بالآخر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ایک احمدی کے راستے میں اس حلف کو اٹھانے میں کوئی روک نہیں"۔

(الفضل ربوہ 13 مئی 1973ء جلد 62/27 نمبر 106 صفحہ 4,5)

ملاحظہ فرمایئے کہ جو بات خلیفۂ دوم کے نزدیک انسان کو جھوٹا اور کذاب بنا دیتی تھی اور جس کا اقرار تلواروں کے درمیان بھی جائز نہیں تھا، جب عہدۂ صدارت و وزارت اعظمیٰ اس پر موقوف ہو گیا تو اس کے خلیفہ اقرار میں بھی کچھ حرج نہیں رہا۔

لھٰذا

مرزائی صاحبان کے بارے میں حقیقت تک پہنچنے کے لیے وہ بیانات ہمیشہ گمراہ کن ہوں گے جو وہ کوئی بپتا پڑنے کے موقع پر دیا کرتے ہیں۔ ان کی اصل حقیقت کو سمجھنے کے لیے ان کی اصلی مذہبی تحریروں اور ان کے نوے سالہ طرز عمل کا مطالعہ ضروری ہے، یا تو وہ اپنے تمام سابقہ عقائد، تحریروں اور بیانات سے کھلّم کھلاّ توبہ کر کے ان سب سے براءت کا برملا اعلان کریں اور اس بات کا عملی ثبوت فراہم کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی سے ان کا کوئی تعلق نہیں رہا، یا پھر جرأت مندی سے اپنے ان عقائد اور بیانات کو قبول کر کے اپنی اس پوزیشن پر راضی ہوں جو ان کی روشنی میں ثابت ہوتی ہے اس کے سوا جو بھی تیسرا راستہ اختیار کیا جائے گا وہ محض دفع الوقتی کی ترکیب ہوگی جس سے کسی ذمہ دار ادارے یا حق کے طلب گار کو دھوکے میں نہیں آنا چاہیے۔

پروفیسر غفور احمد: میری گزارش یہ ہے کہ اب آپ اسے ایڈجرن کر دیں کل لے لیں۔

جناب چیئرمین: پانچ منٹ کے لیے وقفہ کریں۔ دس بجے تک چلیں گے۔ ہم صفحہ 41 تک پہنچ گئے ہیں، 60 تک پہنچ جائیں تو ٹھیک ہے۔

پروفیسر غفور احمد: ہم صبح سے وہاں گئے ہوئے تھے۔ چودہ پندرہ گھنٹے ہو چکے ہیں۔ اب صرف کل ایک سٹنگ میں ختم ہو جائے گی یا آٹھ بجے چلا لیں؟

متعدد اراکین: جی، چلا لیں۔

جناب چیئرمین: میری طرف سے تو صبح پانچ بجے کر لیں، نماز یہاں پڑھ لیں گے۔

The House Commitee is adjourned to meet tomorrow at 9.00 a.m. sharp.

The Special Committee of the Whole House adjourned to meet at nine of the Clock, in the morning, on Friday, the 30th, August, 1974

PCPPI-1102(10) N.A.-21-04-2011-450.